اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۰ اپریل کی رپورٹ مظہر تھی کہ حضور کو داڑھ کی تکلیف سے ابھی پوری طرح آرام نہیں آیا۔ داڑھ نکالے جانے کے بعد اس جگہ پر سوزش میں اکثر اوقات تکلیف ہے اور اگلے روز یعنی ۲۱ اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۶ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اہل و عیال سمیت بنگال و اڑیسہ کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ فرما رہے ہیں پچھلے دنوں کلکتہ بخیریت پہنچنے کی اطلاع موصول ہوئی تھی۔ احباب دعا فرماویں کہ دورہ میں شریک مقدس خاندان کے جملہ افراد اور جملہ دیگر صاحبین کو اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے اور سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مع الخیر دارالامان واپس لائے۔ آمین۔

وزیر خارجہ آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

احمدیہ محلہ میں شاندار سواگت۔ مسجد مبارک میں استقبالیہ تقریب اور قرآن کریم کے تحفہ کی پیشکش

(نیز)

شہیدان وطن کو شردھانجلی کا ایک جلسہ!

پنجاب کے وزراء شری پربودھ چندر جی وزیر تعلیم سردار اجمیر سنگھ صاحب وزیر لوکل باڈیز، چوہدری سندر سنگھ صاحب وزیر محنت اور میجر جنرل راجندر سنگھ صاحب سپیرو سردار جوگندر سنگھ صاحب ڈی سی اور شری کالیہ صاحب ایس پی گورداسپور اور متعدد ایم۔ ایل۔ اے صاحبان جناب وزیر خارجہ صاحب کے سواگت میں شامل ہوئے۔

قادیان ۲۵ اپریل۔ یہ معلوم ہونے پر کہ گذشتہ ستمبر کی جنگ میں ملک کی حفاظت میں شہید ہونے والوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ان کی یاد میں یہاں مورخہ ۲۴ کو اکھنڈ پاٹھ اور بھوگ کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اور اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے مرکزی وزیر خارجہ آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب اور بعض صوبائی وزراء کی آمد متوقع ہے جماعت کی طرف سے محترم جناب وزیر خارجہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ اس موقعہ پر ہمارے مقدس احمدیہ ایریا میں بھی تشریف لاویں۔ نیز ہم نے مقامی طور پر بھوگ کی تقریب کے منتظم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل۔ اے سے بھی درخواست کی کہ وہ اپنے پروگرام کو اس رنگ میں ترتیب دیں کہ جناب وزیر خارجہ صاحب کی قادیان میں آمد پر جماعت احمدیہ کو بھی انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے وقت مل سکے۔ چنانچہ محترم باجوہ صاحب کے تعاون سے یہ طے پایا کہ جناب وزیر خارجہ صاحب کی قادیان میں تشریف آوری پر پہلے وہ سیدھے ہمارے ایریا میں آئیں۔ اور یہاں پر ان کو خوش آمدید کہا جائے۔ چنانچہ اسی پروگرام کے مطابق محترم باجوہ صاحب نے ضلع کے انتظامی افسران کو بھی اطلاع کر دی تاکہ وہ سب وقت مقررہ سے قبل یہاں پہنچ سکیں اور جناب وزیر خارجہ صاحب کی رہنمائی کرنے والے پولیس افسران بھی ان کو سیدھا ہمارے ایریا میں لا سکیں۔

جماعت کی طرف سے احمدیہ چوک میں خوش آمدید کا ایک بڑا گیٹ تیار کیا گیا۔ اور احمدیہ مہمان خانہ میں مہمانوں کی تواضع کے لئے فروٹ اور شربت وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ اور مہمان خصوصی جناب وزیر خارجہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے استقبالیہ ایڈریس تیار کر کے اس کی نقول سائیکلو سٹائل کی گئیں تاکہ تقریب کے موقعہ پر تقسیم کی جا سکیں۔

ہمارے محلہ میں قریباً دس بجے صبح سے کافی رونق اور چہل پہل شروع ہو گئی۔ سب سے اول جناب ڈی۔ ایس۔ پی صاحب معہ اپنے عملہ کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لائے۔ تھوڑی دیر بعد جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور اور جناب ایس پی صاحب گورداسپور معزز مہمان کے استقبال میں شامل ہونے کے لئے ہمارے ایریا میں تشریف لے آئے تھے۔ گیارہ بجے سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ اور ان کے ہمراہ متعدد ایم۔ ایل اے صاحبان ہمارے پاس پہنچ گئے۔ اور انہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ جناب میجر جنرل راجندر سنگھ سپیرو ایم۔ وی سی کمانڈر فرسٹ آرمڈ ڈویژن جنہوں نے حالیہ جنگ میں بہادری اور شجاعت کے کارہائے نمایاں دکھائے ہیں۔ اور جن کی شہرت ملک کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے کی طرف سے بھی تشریف لانے کی اطلاع ملی ہے۔ آپ کے بعد جناب سردار اجمیر سنگھ صاحب منسٹر لوکل باڈیز۔ جناب چوہدری سندر سنگھ صاحب اسٹیٹ لیبر منسٹر اور شری پربودھ چندر جی وزیر تعلیم پنجاب یکے بعد دیگرے تشریف لائے اور ان کے ہمراہ جالندھر۔ چنڈی گڑھ۔ ہوشیارپور اور گورداسپور سے متعدد ایم۔ ایل۔ اے صاحبان اور دیگر ذمہ دار لیڈران کی تشریف آوری سے احمدیہ چوک کی رونق دوبالا ہو گئی۔ ٹھیک بارہ بجے جناب میجر جنرل راجندر سنگھ صاحب سپیرو بھی ہمارے احمدیہ چوک میں اپنی ملٹری جیپ پر آ پہنچے۔ اور ان کے تشریف لانے پر تمام حاضرین کی نگاہیں ملک کے اس بہادر سپوت کو دیکھنے کے لئے ایک قدرتی محبت اور تشکر اور خلوص کے جذبات کے ساتھ بیتاب تھیں۔ چنانچہ سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی رہنمائی میں محترم امیر صاحب مقامی اور جماعت کے دیگر مختلف نمائندوں نے آگے بڑھ کر آپ کا سواگت کیا۔ اور آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسی طرح معزز مہمانوں نے بھی آپ کا سواگت کیا۔ اب جملہ تشریف لانے والے منسٹر اور ایم۔ ایل۔ اے صاحبان اور دیگر معززین سب کی نگاہیں اپنے مہمان خصوصی کی آمد کی منتظر تھیں چنانچہ بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر جناب آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ کی کار احمدیہ چوک میں پہنچی اور ان کے آنے پر جماعت کی طرف سے "وزیر خارجہ زندہ باد" "قومی نعرہ جے ہند" کے پرجوش نعروں سے آپ کا استقبال کیا گیا۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی قیادت میں ممبران صدر انجمن احمدیہ اور جماعت کے ذمہ دار عہدہ داران نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہناتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا۔ نیز باہر سے تشریف لائے ہوئے صوبائی وزراء اور ...

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

آنریبل وزیر خارجہ کی خدمت میں

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے پیشکردہ ایڈریس

قادیان۔ آنریبل وزیر خارجہ کی خدمت میں استقبالیہ تقریب میں حسب ذیل ایڈریس پیش کیا گیا۔ جسے محترم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز نے پڑھ کر سنایا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ایڈریس

منجانب ممبران جماعت احمدیہ قادیان

بخدمت قابل احترام جناب سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ حکومت ہند

ہم ممبران جماعت احمدیہ قادیان آپکے دلی طور پر شکر گذار ہیں کہ آپنے ہماری درخواست کو از راہِ نوازش منظور فرماتے ہوئے اپنے قیمتی اور مصروف اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر یہاں تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ ہم آپ کی آمد کے لئے تہ دل سے خوش آمدید اور اھلاً و سھلاً و مرحبا عرض کرتے ہیں۔

قادیان کی یہ چھوٹی سی بستی جہاں آپ آج تشریف لائے ہیں گو ظاہری دُنیاوی لحاظ سے اس کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں۔ مگر اسکے باوجود تمام دنیا کے احمدیوں کا مقدس مرکز ہونے کے اعتبار سے اس مقام کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے عقیدہ کے مطابق موجودہ زمانہ میں دنیا کی اخلاقی اور روحانی اصلاح اور رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں ایک روحانی مصلح (گورو) اور ریفارمر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس جگہ سے بلند ہونے والی بظاہر خفیف سی آواز آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق آج دُنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور ہم جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی اور وسعت کے پیش نظر یہ کہنے میں پوری طرح حق بجانب ہیں کہ آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ چونکہ قادیان کی یہ پاک بستی حضرت بانی جماعت احمدیہ کا مولد و مدفن ہے اسلئے دنیا کے تمام بسنے والے احمدیوں کے دلوں میں اس مقام کے لئے عقیدت اور احترام کے گہرے جذبات ہیں۔

جماعت احمدیہ کے اس روحانی مرکز کے ساتھ مخلصانہ جذبات کے اظہار کیلئے مختلف دور دراز ملکوں سے مختلف رنگ و نسل کے احمدی اس زمین سے برکت و فیض حاصل کرنے کے لئے سفر کی صعوبتیں اور کثیر اخراجات برداشت کر کے قادیان میں زیارت کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ اور جب وہ یہاں کے مقیم احمدیوں کو ہر طرح سے مطمئن اور امن کی حالت میں پاتے ہیں تو اس سے وہ اپنے ساتھ ہماری حکومت کے متعلق بھی خوشگوار اور تشکر کے جذبات لیکر جاتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے یہاں کے احمدی دوستوں کو تکلیف کی حالت میں دیکھتے ہیں۔ تو اس سے بھی ان کے خیالات متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

جماعت احمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ خدا جس نے دُنیا کی ظاہری نشوونما اور ضروریات کے لئے ہر قسم کے دنیوی سامان پیدا کئے ہیں، اسی طرح وہ اپنے بے پایاں فضل اور رحمت کے اظہار کیلئے مخلوقِ خدا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح اور بہبودی کیلئے بھی ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر ملک میں رشی، منی، گورو، پیغامبر اور اوتار بھیجتا چلا آیا ہے۔ اور دُنیا کی کوئی قوم اور ملک ایسا نہیں ہے جسکی اصلاح کیلئے اس نے کوئی نہ کوئی ریفارمر یا پیشوا نہ بھیجا ہو۔ اسی اصول کے تحت جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ تمام مذہبوں کے بانی رشی، منی، گورو خدا کی طرف سے سچائی کا پیغام لیکر آتے رہے ہیں۔ اور ہمارے لئے ان سب کی عزت اور تعظیم واجب ہے۔ اس بنیاد پر دنیا کے ہر ملک میں ہر جگہ جہاں جہاں جماعت احمدیہ موجود ہے سال میں ایک دن ایسا منایا جاتا ہے جبکہ ایک ہی پلیٹ فارم سے دنیا کے مختلف مذاہب کے بانیوں کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں خواہ اس ملک میں اس بانی یا گورو کے ماننے والے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ دن "یوم پیشوایانِ مذاہب" کے نام سے مشہور ہے۔ ہندوستان میں اگر دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اس اصول کو اپنانے کی کوشش کریں تو ہمیں یقین ہے کہ اس سے ہمارے دیس میں باہمی محبت، پیار اور رواداری کی ساز گار فضا قائم ہو سکتی ہے جس سے حقیقی امن ترقی اور قومی یکجہتی کو عملی طور پر فروغ مل سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ ایک خالصتاً مذہبی جماعت ہے اور اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی خدا کی اطاعت، اس کے رسول اور حکومت وقت کی اطاعت کرو کے قرآنی ارشاد کے مطابق یہ ہمارا ایمان اور قابل ذکر عقیدہ ہے کہ جہاں بھی اور جس ملک میں بھی جماعت احمدیہ کے افراد بستے ہیں وہ اپنے ملک کے وفادار اور وہاں کے [illegible] قوانین کے پابند اور امن پسند شہری ہیں۔ جماعت احمدیہ کی گذشتہ اسی سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہماری جماعت ہمیشہ اس اصول پر کاربند چلی آرہی ہے۔ اور کوئی ایک واقعہ اور مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ حیثیت حالات و [illegible] کی تبدیلی نے جماعت احمدیہ کو اپنے اس مسلک سے متزلزل کیا ہو۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت [illegible] [illegible] [illegible] برکت

[illegible] بہ نعمتوں میں سے عمت لی [illegible] باعث تشکر و پریشانی کا مقام نہ ہو

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اپنے جائز حقوق کے حصول کیلئے ہمیشہ پُر امن آئینی طریق کو اختیار کیا جائے یہی وجہ ہے کہ اب تک جماعت احمدیہ نے بحیثیت جماعت اجتماعی طور پر یا اس کے افراد نے انفرادی حیثیت سے کبھی کسی ایجی ٹیشن، اسٹرائیک، ہڑتال، تخریبی یا کسی غیر آئینی تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ اسکے برعکس جماعت احمدیہ حکومت وقت کے ساتھ ہمیشہ تعاون اور حکومت کی ترقیاتی اور تعمیری کاموں میں مثبت اور POSITIVE حصہ لیتی رہی ہے۔

تقسیم ملک کے بعد اگرچہ جماعت احمدیہ کو کئی ایک مشکلات سے دو چار ہونا پڑا ہے اور ہمارے ذرائع آمد محدود ہو گئے مگر اس کے باوجود بلا تفریق مذہب و ملت جماعت احمدیہ کے خیراتی فنڈ سے یتیموں، بیواؤں اور مستحق طلباء کو وظائف متواتر دیئے جا رہے ہیں اور آج تک جاری ہیں۔ خدمتِ خلق کے مختلف مواقع پر مثلاً ۱۹۵۵ء میں قادیان کے نواحی علاقہ بیٹ میں سیلاب زدگان کی کثیر اخراجات سے مالی اور طبی امداد کی گئی۔ احمدیہ شفاخانہ کے ذریعہ سے خدمتِ خلق کا کام جس پر کم و بیش ۱۵ ہزار روپے سالانہ کا خرچ ہے سرانجام دیا جا رہا ہے ہمارے ان اصولوں اور خدمات کا اعتراف حکومت ہند اور پنجاب کے ذمہ دار افسران اور ملک کے مشہور و معروف اخبارات میں بھی کیا جا چکا ہے۔ مثلاً اخبار [illegible] دہلی مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۴۹ء رقمطراز ہے:-

"قادیان کی پاکیزہ بستی میں ایک ہندوستانی پیغمبر کی پیدائش ہوئی جس نے اپنے اچھے اخلاق اور نیکی سے اردگرد کے علاقہ کو بھر دیا۔ یہ اخلاق اسکے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی ظاہر ہیں۔ احمدیہ جماعت ایک تعمیری پروگرام رکھنے والی اور پابندِ قانون جماعت ہے۔ اور عدالتوں کے ریکارڈ سے ظاہر ہے کہ اسکے افراد ممتاز طور پر جرم سے پاک ہیں۔ گذشتہ فسادات میں بھی ان کے ہاتھ فتنہ اور فساد سے بالکل پاک رہے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے پیشوا کی عمدہ تعلیم کا نتیجہ ہے۔"

نیز عرصہ آٹھ سال قبل خود ہماری حکومت نے اپنے سفیر مقیم ماریشس کے توسط سے جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق جو سرکاری اطلاع فراہم کی اور جسے وہاں کے مشہور اخبار "لے پروگریس اسلامک" کے پرچہ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع کیا گیا اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"The Ahmadiyya Community Qadian is certainly active and it flourishes as the green bay Tree Politically, the Qadian Ahmadiyya has Been rigidly non-partisan' it insists upon supporting whatever government is in power provided it is alowed freedom to preach".

(LE PROGRESS ISLAMIQUE MAURITIUS Dated 15-3-58)

یعنی جماعت احمدیہ قادیان یقیناً ایک فعال اور ترقی کرنیوالی جماعت ہے، اور اسکی مثال ایک سرسبز بڑھنے والے پودے کی طرح ہے۔ سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی پوری طرح غیر جانبدار پالیسی پر کاربند ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خواہ کوئی بھی حکومت برسرِ اقتدار ہو اسکی حمایت ضروری ہے۔ بشرطیکہ مذہبی پرچار کی آزادی ہو۔"

جس حد تک حکومتِ وقت کیساتھ تعاون کا تعلق ہے اس بارہ میں مختصر طور پر دو تین مثالوں کا ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا (A) ۱۹۵۷ء اور ۱۹۶۰ء میں جب دو مرتبہ گورنمنٹ کے ملازمین نے حکومت کو عام اسٹرائیک کی دھمکی دی تو جماعت احمدیہ کیطرف سے لازمی اور Essential کاموں کو چلانے کیلئے والنٹیر بھیجنے کی پیشکش کی گئی جسے حکام نے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا (B) حکومت کے افسران کی طرف سے Small Saving funds کی تحریک پر باوجود صدر انجمن احمدیہ قادیان کے محدود ذرائع کے اس میں فراخدلی سے حصہ لیا گیا اور کئی ہزار روپے کے Saving certificates خرید گئے (C) ۱۹۶۲ء میں چین کا سرحد پر حملہ کے وقت جماعت احمدیہ کے ہر کارکن اور ہر فرد نے اپنی ایک دن کی تنخواہ ڈیفنس فنڈ میں دی۔ اور انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بھی اڑھائی ہزار روپے ڈیفنس فنڈ میں جمع کرائے گئے اور قادیان کے متعدد دوستوں نے جن میں ہمارے قابلِ احترام شخصیت اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے سب سے پہلے جنگی زخمیوں کیلئے اپنے خون کی پیشکش کی۔ نیز جماعتی ہفتہ وار اخبار "بدر" اور سائیکلوسٹائل سرکلرز کے ذریعہ سے ہندوستان کے تمام احمدی افراد کو بالخصوص اور دیگر شہریوں کو بالعموم حکومتِ وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہوئے ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کی تلقین کی گئی۔ (D) گذشتہ سال رن کچھ میں پاکستانی جارحیت اور ستمبر میں پاکستان کے ساتھ جنگ کے ہنگامی ایام میں بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک کی حفاظت اور دفاع کیلئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کی گئیں مرکز قادیان کی تحریک پر صرف کلکتہ کی جماعت کے احمدیوں نے اس موقعہ پر قریباً پینتیس ہزار روپیہ کی رقم ڈیفنس فنڈ میں ادا کی۔ اسی طرح انجمن احمدیہ کے ہر کارکن نے اپنی ایک دن کی تنخواہ ادا کی۔ اور باوجود انتہائی مالی تنگی اور جنگ کے حالات کے انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے اٹھارہ صد روپے کی رقم ڈیفنس فنڈ میں ادا کی گئی۔ اور مبلغ پانچ صد روپے کی رقم وزیر اعظم کے ریلیف فنڈ میں عطیہ کے طور پر دی گئی۔

جناب محترم! مثال کے طور پر ان چند باتوں اور واقعات کا ذکر کرنے سے ہماری غرض محض اس قدر ہے کہ ہم آنجناب کے گوش گذار کر سکیں کہ جماعت احمدیہ قادیان باوجود اپنے محدود ذرائع اور مخصوص حالات کے ان فرائض کو ادا کرتی رہی ہے جو اس جماعت کے افراد پر اپنے ملک کے سچے خیرخواہ اور وفادار شہری ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتے ہیں۔ اور آئندہ کیلئے بھی آپ کے اور آپکی وساطت سے حکومتِ ہند کو یقین دلاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے تمام افراد اپنے ملک کی حفاظت اور سالمیت کے لئے ہر ضرورت کے موقعہ پر قربانی اور خدمت کے میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے

(باقی صفحہ نمبر ۹ پر)

احباب جماعت کیلئے بشارت

تفسیر صغیر عکسی شائع ہو گئی ہے احباب اس سے پورا فائدہ اُٹھائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

نوٹ:- سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ میں مجلس مشاورت کا افتتاح کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی۔ اس کا ایک حصہ جو اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

سب سے پہلے میں

احباب کو یہ بشارت دیتا ہوں

کہ تفسیر صغیر جو نایاب تھی اور جس کے حصول کے لئے احباب کے دل تڑپتے تھے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے شائع ہو گئی ہے۔ اور اس وقت اس کے کچھ نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ چونکہ سب دوستوں کو اس کا دکھایا جانا اس وقت تک ممکن نہیں ہو گا اس لئے نمائندہ کراچی۔ نمائندہ لاہور۔ امیر صاحب ضلع لائل پور اور بہاولپور ڈویژن اور سابق صوبہ سرحد کے امیر صاحب آگے تشریف لے آئیں۔ وہ اسے خود بھی دیکھ لیں اور اپنے حلقہ میں بھی اسے دکھا دیں۔ ایک ایک کاپی اُٹھا لیں اور دیکھ کر اسی جگہ واپس رکھ دیں۔ اور اس عرصہ میں میں اس کے متعلق بعض باتیں بتا دیتا ہوں۔

یہ تفسیر بلاک پر شائع ہوئی ہے

کوشش یہ کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی باقی نہ رہے لیکن انسان انسان ہی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ غلطیاں اس میں رہ گئی ہوں۔ کیونکہ یہ بلاک پر چھپی ہے۔ اور فی الحال آرٹ پیپر پر صرف دو ہزار چھپی ہے بقیہ تین ہزار چھپنے والی رہتی ہے۔ جو اگلے مہینہ میں چھپ جائے گی انشاء اللہ۔ اس لئے اگر کسی دوست کی نظر میں کوئی غلطی آئے تو ہمیں فوراً اطلاع دے تا بعد میں جو تین ہزار چھپنی ہے اس سے یہ غلطی دور کر دی جائے۔

تفسیر صغیر کی [illegible] (Revise) بھی کیا گیا ہے یعنی

اس پر نظر ثانی کی گئی ہے

لیکن نظر ثانی اس [illegible] کی گئی ہے کہ جو ترجمہ حضرت [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بڑی محنت [illegible] کیا تھا۔ وہ قائم رہے۔ جب یہ پہلے شائع ہوئی تھی اس وقت حضور رضؓ کو بڑی جلدی تھی۔ اور آپ کی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ جلدی شائع ہو جائے۔ اس لئے اس کی پروف ریڈنگ صحیح طور پر نہ کی جا سکی تھی۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ہمارے ملک کے کاتب اپنا یہ حق سمجھتے ہیں۔ کہ جہاں مرضی ہو تبدیلی کر دیں یا کوئی چیز چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ دیں چنانچہ تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشنوں میں بعض آیات کے فقرات کا ترجمہ بھی رہ گیا تھا۔ اب نظر ثانی کے بعد وہ ترجمہ بھی آ گیا ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے وقت اس بات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ اگر

حضور کا اپنا ترجمہ

اس حصہ کا مل جائے تو وہی رکھا جائے یا وہ فقرے قرآن کریم کی دوسری آیات میں آتے ہوں۔ تو ان کے ترجمہ کو لے لیا جائے۔ اور اپنی طرف سے کوئی بات نہ کی جائے۔ یا کاتب صاحب نے کہیں غلطی کی ہے تو اس کو دور کر دیا جائے یا اگر اس نے اپنی طرف سے کچھ زائد لکھ دیا ہے تو وہ شاید شعوری نہ رہے۔ مثلاً قرآن کریم میں بے شمار جگہ خدا تعالےٰ کا اسم ذات "اللہ" آیا ہے۔ اب قرآن کریم کا ہم ترجمہ کریں گے تو اس کے ساتھ خدا تعالےٰ کی کوئی اور صفت نہیں لائیں گے۔ مثلاً "تعالےٰ" کا لفظ اس کے ساتھ نہیں لگے گا۔ لیکن تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشن میں جہاں "اللہ" کا لفظ تھا۔ وہاں کاتب نے اس کے ساتھ "تعالےٰ" کا لفظ بھی لکھ دیا ہے۔ اب شروع سے آخر تک ترجمہ ایک جیسا کر دیا ہے "تعالےٰ" کے لفظ کی ضرورت نہیں کیونکہ

قرآن کریم کے متن میں

تعالےٰ کا لفظ نہیں۔ اور اسے ترجمہ میں بھی نہیں آنا چاہیئے۔ پس اس قسم کی جو غلطیاں تھیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشنوں کے آخر میں کچھ نوٹ بطور ضمیمہ لگے تھے اس لئے ان کے پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی تھی۔ اب وہ سارے نوٹ آیات کے نیچے آ گئے ہیں۔

تفسیر صغیر کی ریویژن (Revision) میں مکرم مولوی نور الحق صاحب ابو المنیر نے بڑا حصہ لیا ہے۔ مکرم شمس صاحب نے بھی کام کیا ہے۔ مکرم ابو العطاء صاحب نے ایک حد تک کام کیا ہے اور پروف ریڈنگ کے وقت مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ نے بھی کام کیا ہے۔ رامہ صاحب پروف اچھی طرح دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے سامنے جب بھی کوئی چیز آتی انہوں نے ہمیں اس کی طرف توجہ دلائی اور خاکسار بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے شروع سے آخر تک اس کام میں شریک رہا۔ اس کے علاوہ

اللہ تعالےٰ کی حکمت اور ارادہ

سے ان دوستوں نے بھی جنہوں نے اس کے بلاک بنائے یا جنہوں نے اسے چھاپا اتنی محبت اور پیار سے یہ کام کیا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بھی جزاء خیر عطا کرے باوجود اس کے کہ تفسیر صغیر پر [illegible] خرچ آیا ہے اور اس پر ایک پلاسٹک کور بھی چڑھا ہے اس کی

قیمت صرف پچیس روپے رکھی گئی ہے

اس لئے لاہور کے بہت سے دکاندار [illegible] مطالبہ کرتے تھے کہ ان کے پاس تفسیر صغیر رکھی جائے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ بہت جلد بک جائے گی۔ لیکن ان کی شرط یہ تھی کہ پانچ روپیہ فی نسخہ وہ کمیشن لیں گے۔ ہمارا خیال تھا کہ اس پر

تفسیر لینے کی بجائے [illegible] سے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچایا جائے۔ اور ہماعت کے دوست بھی اور غیر از جماعت دوست بھی جو اس کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہوں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ اور اس کا حل ہم نے یہ سوچا ہے کہ پہلے تین ماہ کے لئے اس کی رعایتی قیمت بیس روپے ہوگی اور لوگ اس قیمت پر اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس عرصہ کے گذر نے کے بعد اس کی اصل قیمت ہوگی۔ جو دوست دکانداروں سے خریدیں گے وہ تو بہر حال اسے پچیس روپے میں ہی خریدیں گے اور تین ماہ کے لئے قیمت میں جو رعایت دی گئی ہے اس میں یہ شرط ہوگی۔ کہ رقم تین ماہ کے اندر اندر [illegible] داخل کرا دی جائے۔ [illegible] ہی شرط ہے۔ لیکن تین ماہ کے اندر جو دوست رقم داخل کرا دیں گے [illegible] یہ تفسیر بیس روپے میں دی جائے گی۔

مجھے یہ بھی خیال آیا

کہ عید بھی قریب ہے اور عید کے موقع پر بعض بچوں کی عیدی کم و بیش بیس روپے ہو جاتی ہے اور بچے اس رقم کو کھلونوں اور دوسری قسم کی خرافات پر خرچ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت ماں باپ کے کنٹرول سے آزاد ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری عیدی ہے جہاں ہم چاہیں خرچ کریں۔ پس اگر احمدی بچے جن کی عیدی کم و بیش بیس روپے ہو۔ اپنی عیدی کی رقم سے یہ کتاب خریدیں۔ تو ہر ایسے بچے کو میری طرف سے ایک روپیہ بطور عیدی کے دیا جائے گا

دوستوں کو چاہیئے

کہ دوست حسب ضرورت زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہ تفسیر خریدیں۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ان کے پاس فالتو پڑی رہے۔

اس تفسیر کی مانگ غیروں [illegible] ہے اگر یہ تفسیر ان کی نظر میں آیا تو بڑے شوق سے [illegible] لیتے ہیں۔ [illegible] بہت سے دکانداروں نے تو [illegible] کہ [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible] تفسیر جا نوٹ ہم [illegible] رتے ہیں۔ اگر آپ یہ [illegible] پاس رکھوا دیں۔ تو لوگ [illegible] سے خریدیں گے۔

اس وقت تو صرف یہ تفسیر [illegible] سترہ کے قریب جلد بن کر آئی ہے۔ اور

میرا خیال ہے

۔۔۔ اگر امرائے اضلاع لسٹ مولیت ممبر جماعت احمدیہ کراچی ان دوستوں کو چیک لکھ کر دے دیں۔ جو ایک ۔۔۔ دو دو جلدیں اس تفسیر کی خریدنا چاہتے ہیں تو وہ قیمت ادا کر کے اسے فوری طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ تا وہ اسے اپنے ساتھ لے جا سکیں۔ ۔۔۔ اگر وہ مستحق رقم جمع کرا دیں اور ساتھ ہی اپنے پتے بھی نوٹ کرا دیں۔ تو انہیں تفسیر گھر پہنچ جائے گی

اس موقع پر ایک دوست نے ایک سو جلد خریدنے کی پیشکش کی۔

حضور نے فرمایا:۔

سو جلد آپ کی لائبریری میں نہیں پڑی رہنی چاہیئے۔ یا تو انہیں اپنے دوستوں کے پاس فروخت کریں یا انہیں پڑھنے کے لئے دیں اپنوں کو بھی دیں اور غیروں کو بھی دیں ہر حال یہ زینت طاق نہیں بننی چاہیئے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(الفضل ۱۲ ۴/۶۶)

ایڈریس (بقیہ صفحہ اوّل)

با آخر جہاں ہم آنجناب کی تشریف آوری کا متکرر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں اس بات کا اظہار کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جب کبھی جماعت احمدیہ قادیان کو کوئی مشکل پیدا ہوئی ہے تو مرکزی حکومت کے ذمہ دار اراکین نے ہمیشہ پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ہمارے معاملات اور مشکلات کو حل فرمایا ہے جس کے لئے ہم اُن کے شکرگذار ہیں اور ہم اپنے شکریہ کے جذبات کو آنجناب کے توسط سے مرکزی حکومت تک پہنچاتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی ہمارے معاملات اور جائز مطالبات پر ہمدردانہ توجہ فرمائی جاتی رہے گی۔

آخر پر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو بہترین طور پر ملک کی خدمت اور قیادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ قوم کا لیڈر دراصل قوم کا سب سے بڑا خادم ہوتا ہے۔

ہم ہیں آپ کے مخلص

ممبران جماعت احمدیہ قادیان

۲۲/۴/۶۶

کلکتہ میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ

از مکرم سید محمد نور عالم صاحب ایم۔اے سیکرٹری جماعت احمدیہ کلکتہ

جماعت احمدیہ کلکتہ نے ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں "یوم مسیح موعودؑ" منایا۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ نے خاص طور پر یہ تحریک فرمائی تھی کہ جماعت کے عمر رسیدہ بزرگ بھی اس موقعہ پر تقاریر کریں۔ دوستوں نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے تقریری پروگرام میں پوری تیاری کے ساتھ حصہ لیا۔ یہ جلسہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے گذشتہ تمام جلسوں سے مختلف تھا۔ کیونکہ اس موقعہ پر بعض ایسے بزرگ بھی اسٹیج پر تشریف لائے جن کو زندگی میں پہلے کبھی سامعین کا سامنا کرنا نہیں پڑا تھا۔ ایسے دوستوں کیلئے ایک مشترک موضوع تقریر رکھا گیا۔ "میں کیونکر احمدی ہوا" پروگرام میں حسب سابق خدام بھی شریک تھے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے جلسے کی صدارت فرمائی۔

بعد نماز مغرب ٹھیک بیس منٹ پر مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فانی کی تلاوت قرآن پاک سے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی مکرم مظہر احمد صاحب باقی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح" ترنم کے ساتھ پڑھی۔

ازاں بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے اپنی افتتاحی تقریر میں یوم مسیح موعود کی غرض و غایت بتاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقویٰ شعار زندگی مخالفین اسلام کے شدید حملوں کا مردانہ وار مقابلہ اور اسلام کے دفاع میں آپ کی لازوال تصانیف نے مسلمانوں کو اس حد تک متاثر کیا تھا کہ لوگوں نے آپ کو آسمانی وجود سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ والہانہ عقیدت کا یہ رنگ تھا کہ ہر طرف سے اصرار تھا کہ آپ بیعت لیں۔ مگر آپ کی طرف سے مکمل سکوت تھا یا پھر صاف انکار۔ مزید فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو آپ نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان رضؓ کے مکان پر پہلی بیعت لی۔ وہ خوش نصیب ہاتھ جو سب سے پہلے آپ کی طرف بڑھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا تھا۔

ازاں بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد طفولیت کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے اور کہا کہ مخالفین احمدیت کا یہ اعتراض کہ گذشتہ انبیاء نے بکریاں چرائی تھیں مگر مرزا صاحب نے بکریاں نہیں چرائیں لہذا مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کی تردید کرتا ہے [illegible] بار حضرت [illegible] چرواہے کی بکریاں [illegible]

مکرم محمد یوسف صاحب باقی نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اوائل عمر میں مجھے غیر احمدیوں کی مجالس میں شرکت کا موقعہ ملتا رہا۔ غیر احمدی علماء کی کذب بیانی و افتراء پردازی سے میں سخت کوفت محسوس کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] کے مطالعہ سے [illegible] ذہنی پاکی اور قبول احمدیت [illegible] باقی صاحب سے بھی مستفیض ہونے کا موقعہ ملا۔ مزید فرمایا کہ اب ضرورت ہے کہ احمدی تقویٰ اور عمل پر دھیان دیں۔ ریاکاری اور تقویٰ یکجا نہیں ہو سکتے۔ مکرم ناصر احمد صاحب باقی نے کلام محمود سے نظم "وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

مکرم محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے اپنی تقریر میں بعض ایسے واقعات بیان کئے جن کا تعلق آپ کے قبولِ احمدیت سے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آج سے ۲۲ سال قبل یہاں ایک احمدی دوست ڈاکٹر محمد حسین صاحب رہا کرتے تھے اور چمڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ کاروباری مصروفیات کے باوجود ڈاکٹر محمد حسین صاحب شب و روز تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ موصوف کی تبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر مجھ پر یہ اثر تھا کہ یہ جماعت ضرور حق پر ہے۔ جب احمدیت کا زیادہ چرچا شروع ہوا تو غیر احمدیوں کو فکر لاحق ہوئی کہ کسی صورت کسی مولوی کو بلایا جائے چنانچہ ڈھائی صد روپیہ کی ماہانہ تنخواہ پر مولوی محمد یوسف صاحب کو لایا گیا۔ اسی دوران میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب بھی کلکتہ تشریف لے آئے اور مباحثہ و مناظرہ کی فضاء پیدا ہو گئی یہ ہنگامے ابھی جاری تھے کہ مولوی محمد یوسف صاحب نے ایک ٹریکٹ شائع کروایا جس میں لکھا تھا کہ تمام انبیاء گنہگار ہیں۔ اس ٹریکٹ نے تمام مسلمانوں کو بیزار کر دیا نتیجہ دونوں بعد ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے۔ مولوی صاحب نے فوراً فتویٰ دے دیا کہ اغیار کا مال لوٹنا جائز ہے۔ شاید مولوی صاحب نے یہ سمجھ کر فتویٰ دے دیا کہ ابھی امام مہدی کے آنے میں دیر ہے اور مال و منال لُٹائے جانے کا قریب مستقبل میں کوئی امکان بھی نہیں اور پھر یہ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک، اس فتوے سے مسلمان سخت مشتعل ہوئے اور مولوی صاحب بھی عوام کا رنگ دیکھ کر یہاں سے ناکام و نامراد بھاگ گئے۔ کچھ دنوں بعد مولوی صاحب پھر کلکتہ آئے۔ مگر اس سیہ بختی کو کیا کہئے کہ گذارے کے لئے مولوی صاحب نے سیاہی [illegible] (روشنائی سازی) کا کاروبار شروع کیا۔ بغض مسیح نے قلب کو تو سیاہ کر ہی دیا تھا اب پیشہ بھی سیاہی کا اختیار کیا۔ مکرم محمد حسین صاحب کے قبول احمدیت میں مولوی محمد یوسف صاحب کی [illegible] ناکامی کا بھی دخل [illegible]

مکرم سید محمود احمد صاحب [illegible] نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی روز افزوں ترقی پر ایک پُرمغز تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ آج احمدیت کا پرچم یورپ و ایشیا سے گذر کر افریقہ و امریکہ میں لہرا رہا ہے۔ اور وہ دن بھی دور نہیں جبکہ سارا عالم اس پرچم کے نیچے آ جائے گا۔

مکرم اشرف علی صاحب [illegible] نے بنگلہ زبان میں خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم سنائی۔

مکرم محمد عمر صاحب سہگل نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں سات سال کا تھا تو ایک دن غیر احمدیوں کے ایک جلسہ میں جا بیٹھا۔ مخالفین نے احمدیت کے خلاف کیا تقریریں کیں یہ کہہ نہیں سکتا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں جو چند طنزیہ اشعار پڑھے گئے تھے اُن میں سے ایک مصرعہ یاد رہ گیا۔ یہ مصرعہ بلند آواز سے پڑھتا ہوا میں گھر پہنچا۔ جب میری والدہ محترمہ نے میری زبان سے اس قسم کا مصرعہ سُنا تو مجھے سختی سے روکا اور فرمایا کہ کسی بھی آدمی کو بُرا نہ کہو بلکہ راستہ میں پڑے ہوئے تنکوں سے بھی ڈرا کرو۔ مکرم محمد عمر صاحب سہگل نے مزید فرمایا کہ جب میں احمدی ہوا تھا تو میرے خاندان والوں کو یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ میں کسی طور سے واپس اپنے دین کی طرف آ جاؤں۔ ایک دن جبکہ میں اپنے وطن میں تھا ایک غیر احمدی عالم نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے قطع و برید کر کے چند حوالے دکھائے ان حوالوں کو دیکھ کر میں احمدیت سے بیزار ہو گیا اور اپنے سابقہ عقائد کی طرف لوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا جب میں کلکتہ واپس آیا تو مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے اصل حوالے نکال کر دکھائے۔ حوالوں کے سیاق و سباق کو دیکھ کر مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی اور میں نے دوبارہ بیعت کر لی۔ موصوف کو اب تک اس بات کا غم ہے کہ آپ نے کیوں احمدیت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ (باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

قسط نمبر ۳

نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دورہ شمالی ہند

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے تبلیغی و تربیتی سفر کے ایمان افروز حالات

مرتبہ محترم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

پٹنہ میں ہمارا قیام مکرم پروفیسر سید اختر احمد صاحب اورینوی کے ہاں رہا۔ جس خلوص اور محبت کا سلوک آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کے ساتھ ساتھ آپ کے خادموں سے بھی کیا۔ اس کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ سید صاحب موصوف اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں بڑے بھیا کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اب معلوم ہوا کہ یہ لقب آپ کے خلق اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی وجہ سے ملا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کے اس حسن سلوک کی وجہ سے عمر میں بڑا آدمی بھی آپ کو بڑے بھیا کے نام سے ہی پکارتا ہے۔ میری طبیعت پر اثر تھا کہ ادیب اکثر علیحدگی پسند ہوتے ہیں مگر احمدیت کے ادیبوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب رنگ پیدا کر دیا ہے۔ چنانچہ ادبی اور علمی بحث کے علاوہ ایسا معلوم دیتا تھا کہ گویا کسی بہت ہی پرانے اور بے تکلف دوست کے ہاں قیام ہے۔ مورخہ ۲۲ کو مظفرپور کے لئے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب وبرادرم سید داؤد احمد صاحب اور مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل کے علاوہ جماعت کے دوسرے احباب اور مستورات بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ یہاں ہمارا قیام ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب کے ہاں رہا۔ ڈاکٹر صاحب بلا مبالغہ بہت ہی مخلص اور احمدیت کا درد رکھنے والے ہیں۔ اور آپ کے صاحبزادہ سید داؤد احمد صاحب الوداعی سٹر ... کی زندہ مثال ہیں۔ سید داؤد احمد صاحب ہمارے محترم دوست مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی۔ ایل ایل بی اسسٹنٹ سیکرٹری گورنمنٹ آف آندھرا پردیش حیدرآباد کے داماد ہیں۔ سید داؤد احمد صاحب کے ہاں ابھی تک کوئی اولاد نہیں۔ اور سید صاحب اپنے والد کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ باپ بیٹے کی شرافت اور احمدیت کے ساتھ والہانہ محبت کو دیکھ کر دل سے اُن کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اس لئے میں اس موقعہ پر جماعت کے بزرگان اور بالخصوص درویشان قادیان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس خاندان کی سرسبزی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ان کو یہ خوشی کا بھی دن دکھلائے آمین۔ ڈاکٹر منصور احمد صاحب مظفرپور میں ڈاکٹر احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ ۲۲ سال سے یہاں پریکٹس کر رہے ہیں۔ اور شہر کے چوٹی کے ڈاکٹروں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طبقہ کے حلقہ احباب کو آپ پر اعتماد ہے۔

مظفرپور میں مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مشن کے انچارج ہیں۔ دو سال قبل یہاں بڑی سخت مخالفت رہی ہے اور بعض پیشہ ور علماء کرام نے تو احمدیت کی مخالفت کے محاذ میں ہمارے غریب مسلمان بھائیوں سے سالہا سال کی روٹی پیدا کر لی ہے دیکھئے اس طبقہ کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا وجود اس رنگ میں بھی باعث رحمت ہے ورنہ آجکل علماء کرام کا جو Standard ہے شاید کوئی ایک دن کے لئے بھی منہ نہ لگائے۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت حد تک سازگار ہیں۔ چنانچہ مورخہ ۲۲ کی شام کو محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب کی طرف سے عصرانہ کا انتظام کیا گیا۔ اور شہر کا سنجیدہ طبقہ مدعو کیا گیا۔ غیر مسلم دوستوں کے علاوہ ہمارے مسلمان بھائی بھی کافی تعداد میں تشریف لائے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اِس مختصر تقریب میں جماعت احمدیہ کے قیام پر روشنی ڈالی اور اہم اصولوں پر روشنی ڈالی جو جماعت کو دوسرے مسلمان فرقوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ آپ نے جہاد، دیگر مذاہب کے احترام اور حکومت وقت کے متعلق ایک مسلمان کے لئے قرآنی احکامات کی وضاحت فرمائی۔ اور تاریخ اسلام کے مختلف واقعات سے ثابت کیا کہ اسلام کیا کوئی مذہب بھی تلوار کی قوت و تشدد کے نتیجہ میں نہیں پھیلا۔ اور نہ ہی آئندہ اسلام کسی مرحلہ پر اپنی اشاعت کے لئے تلوار کا محتاج ہوگا۔ آپ نے ملک کے موجودہ کشیدہ حالات کے متعلق فرمایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں جو اصول دُنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جب تک دنیا اور بالخصوص اہل بھارت اُن کو نہیں اپنائیں گے۔ اُس وقت تک ...

.... حکومت اور عوام میں صحیح رنگ میں اعتماد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلام بغاوت اور فتنہ و فساد کو کسی رنگ میں بھی برداشت نہیں کرتا بلکہ ایک مسلمان کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ کسی حکومت یا ملک میں رہنا اس کے لئے ممکن نہیں تو ہجرت کر جائے مگر کسی ملک میں رہ کر یا حکومت وقت یا ملک کے خلاف بغاوت کا رویہ اختیار کرنا اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اب آپ اندازہ لگائیے کہ کسی ملک میں باہمی اعتماد اور امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے یہ کیسا سنہری اصول ہے۔ کاش سیاسی مقصد کے لئے نہیں بلکہ اعتقادی رنگ میں ہر مسلمان اس اصول کو اپنائے تا زیادہ بداعتمادی جو ایک وقت حالات کی تبدیلی کی وجہ سے ان کے متعلق پیدا ہو چکی ہے وہ ختم ہو جائے آمین۔

محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب کے علاوہ محترم سید مصطفےٰ صاحب جو محترم سید بشارت حسین صاحب کے بھتیجے اور داماد ہیں۔ اور مکرم سید اختر احمد صاحب اورینوی کے بہنوئی انہوں نے بھی باوجود وقت کی کمی کے اس مقدس خاندان کی خدمت کی۔

مظفرپور میں ہمارا وقت ہر لحاظ سے بڑا اچھا گذرا۔ اور اس مخلص خاندان کو اپنے پیارے آقا کے خاندان کے افراد کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی مورخہ ۲۲؍ ۲۳ کی شب کو ۱۱ بجے بذریعہ ٹرین بھاگلپور کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں مونگھیر کے احمدی باوجود بے وقت گاڑی پہنچنے کے جمال پور اسٹیشن پر ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال اور خاکسار خانپور ملکی کے لئے راستہ میں اُتر گئے۔ اور برادرم محمد یوسف صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب فاضل سامان کے ساتھ بھاگلپور تشریف لے گئے۔ سلطان گنج اسٹیشن پر عزیزم مجید عالم صاحب ایم اے تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ بذریعہ کار ہم ایک گھنٹہ کے اندر منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ سارا دن قیام محترم جناب عاشق حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ کے ہاں رہا۔ اس قصبہ میں ایک پیدا ... کے قریب احمدی رہیں۔ اپنی مسجد، دارالتبلیغ اور مہمانوں کے لئے الگ ہوادار جگہ بھی۔ ایسا معلوم دیتا تھا کہ آج احمدیوں کے لئے عید کا دن ہے۔ بالخصوص مکرم عاشق حسین صاحب کا غلبہ الٰہی تو لیو سے نہیں سماتا تھا۔ ایسے موقع خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ عشق اور محبت کے نظاروں سے ہی خوب لطف اُٹھا رہا ہوں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے فضل کے یہ محبت اور عشق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک واضح ثبوت ہے۔ بلکہ میرا ذوق تو یہ ہے کہ اب قیامت تک ایمان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت دو لازم ملزوم چیزیں ہیں۔ اگر ایمان ہے تو لامحالہ خاندان سے محبت بھی ضرور ہوگی۔ یہ محبت حاصل نہیں تو پھر ایمان کے متعلق بھی فکر کرنی چاہیئے۔

چنانچہ خانپور ملکی سے روانگی سے قبل حضرت صاحبزادہ صاحب نے مسجد احمدیہ میں احمدی نوجوانوں کو نہایت ہی زریں ہدایات سے نوازا۔ آپ نے نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا کرنے پر زور دیا۔ اور ساتھ ساتھ خلافت احمدیت کے ساتھ وابستگی حضرت خلیفۃ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خط و کتابت کی نصیحت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اگر ایک محبت کرنے والا اور رات دن دعائیں کرنے والا وجود ہم سے جُدا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس محبوب کے تخت جگر کو اُسی رنگ میں رنگین کر کے ہماری سرپرستی کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ آپ لوگ بار بار دعا کے لئے خلیفۂ وقت کو لکھا کریں۔ اللہ تعالیٰ اِس جذبہ کے طفیل تمہاری مشکلات کو دور کر دے گا۔ کیونکہ سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث رات دن ہر احمدی کے لئے دعا فرما رہے ہیں۔

بعد نماز مغرب ہم اسی روز بھاگلپور کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمارے ہمراہ عزیزم مجید عالم صاحب ایم اے اور سید عاشق حسین صاحب بھی تشریف لائے۔ بھاگلپور میں ہمارا قیام محترم سید مولوی محمد یوسف کے ہاں رہا۔ آپ کے صاحبزادے سید ڈاکٹر یونس احمد صاحب ایم بی بی ایس رات دن اسی مقدس خاندان کی خدمت میں مصروف رہتے۔ بھاگلپور کی جماعت کو تاریخ احمدیت میں ایک خاص شہر ...

حاصل ہے۔ یعنی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آبائی وطن بھاگلپور ہی ہے۔ یعنی وقت شادی آپ کے والد محترم حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپور میں ہی بسلسلہ ملازمت مقیم تھے اس وقت باوجودیکہ حوادثِ زمانہ نے یہاں سے بھی احمدیوں کو ہجرت کے لئے مجبور کر دیا۔ پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بھاگلپور اور قریب کے محلوں کو ملا کر تقریباً دو صد تک کی تعداد باقی ہے اس وقت ہمارے آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سسرال میں سے صرف محترم مولوی عبدالباسط صاحب برادرِ نسبتی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی موجود تھے۔ آپ کی تشریف آوری پر صلہ رحمی کا ایک عجیب منظر نظر آیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کو پہلے ہی جاننے والے تھے کہ آپ تشریف لے آئے جس محبت اور عزت و احترام کے ساتھ حضرت میاں صاحب نے آگے بڑھ کر اپنے ایک بزرگ کا استقبال کیا وہ قابلِ دید نظارہ تھا۔ اپنی صاحبزادیوں سے تعارف کرانے کے بعد نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ گفتگو کی۔ خاکسار نے نہایت غور سے دیکھا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کی کس خوبصورت رنگ میں تربیت فرمائی ہے۔ اور وہ قوم کتنی خوش قسمت ہے جن کے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کی شکل میں ایک ایسا سرمایہ دیا ہے کہ ساری قوم قیامت تک بھی دعائیں کرتی رہے تو اس احسانِ عظیم کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔

محترم مولوی محمد یوسف صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قادیان میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اور آپ کے قادیان کے قیام کے دوران میں ہی قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا آپ اس وقت کا ایک واقعہ بار بار بیان فرماتے تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے مگر ہمیں اسی عرصہ میں لاہور ایک میچ کھیلنے کے لئے جانا پڑا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور کی وفات اور قدرتِ ثانیہ کے ظہور کا واقعہ ہو چکا تھا تو لاہور میں مولوی صدرالدین صاحب جو اس وقت ہیڈ ماسٹر تھے انہوں نے ہمیں مخاطب کر کے کہا کہ بچوں والوں نے میاں محمود صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ گویا ان کے نزدیک انگلش والوں نے تو بیعت نہیں کی صرف مولوی قسم کے لوگوں نے بیعت کی ہے۔ مولوی صدرالدین صاحب کو کیا معلوم تھا کہ خدا تعالیٰ کو ان بچوں والوں کی یہ ادا کس قدر پسند آئی ہے اس وقت تو سینکڑوں انگلش والوں نے اپنی نظام سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مولوی صدرالدین صاحب جیسے ہزاروں ایسے جانثار سیدنا محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے۔ جو آپ کے اشارہ پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار رہتے۔ ہر وہ دوست جسے اس فتنہ کے متعلق غور کرنے کا موقعہ ملا ہوگا یہ چیز اس کے سامنے واضح رنگ میں آتی ہے۔ کہ مولوی صدرالدین صاحب نے ہی اصل میں مولوی محمد علی صاحب کو شہ دی تھی۔ اور اس فتنہ کی بنیاد رکھنے میں مولانا کی خود پسندی کا بھی کافی حد تک دخل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت نے بھی ان خود پسندوں کو ایسے ایسے جلوے دکھلائے ہیں کہ ایک خوف خدا رکھنے والے انسان کا دل کانپ اٹھتا ہے چنانچہ دوستوں کو مولوی محمد علی صاحب کی وفات سے قبل مشہور وصیت کا علم ہوگا جنہوں نے اپنے اس جانثار کے متعلق یہ تحریر فرمایا تھا کہ مولوی صدرالدین میرے جنازے کو ہاتھ نہ لگائیں یا جنازہ نہ پڑھیں۔ مگر قربان جائیں قوم پر جنہوں نے اپنے امیر مرحوم کی وصیت کا ایسے رنگ میں احترام کیا کہ جس کے متعلق ان کے امیر نے یہ فرمایا تھا کہ وہ میرے جنازے کو ہاتھ نہ لگائے قوم نے اسے اپنا امیر منتخب کر لیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بھاگلپور میں جیسا کہ اگر یوں کہیئے کہ ہمارے ہاں احمدیت مولانا حسن علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آئی ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور سب سے پہلے آنریری مبلغ تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عاشقانہ عشق تھا۔ اس وقت بھارت میں آپ کے بھتیجے محترم پروفیسر محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مدراس ہیں۔ محترم مولانا حسن علی صاحب ہمارے مخلص نوجوان ڈاکٹر محمد یونس صاحب کے پھوپھی اور ان کے والد کے ماموں تھے۔ بھاگلپور کے قریب ہی برہ پورہ میں ایک اچھی خاصی جماعت ہے، مکرم ابو طاہر صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی نے حضرت صاحبزادہ صاحب اور دوسرے اراکان وفد کو رات کے وقت کھانے پر مدعو کیا تھا۔ بھاگلپور میں ہر رنگ میں جماعت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو استقامت عطا فرماوے۔ اور کسی قسم کے حوادثِ زمانہ سے یہ مایوس نہ ہوں۔ ہر احمدی کو اس ایمان سے لبریز ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور پھر زندہ قوموں کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ موت سے گھبرا کر اُن کے افراد مارے مارے نہیں پھرتے بلکہ موت اُن سے گھبراتی ہے۔ ہر احمدی کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بھارت میں احمدیت اور اسلام کا مستقبل اُن کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو انہوں نے ہی زندہ رکھنا ہے۔ بلکہ خوش قسمت ہے وہ انسان جو موجودہ ماحول میں صرف اور صرف اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے ہر قسم کے حوادث کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے ہمیں اس امر کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہم نے اس مقدس وجود کے ہاتھ پر اعلاء دین و قیامِ شریعت کے لئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد باندھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔

مورخہ $\frac{۱۵}{۴}$ اکو نماز جمعہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے .... احمدیہ مسجد میں پڑھائی۔ احمدیہ مسجد بھاگلپور میں ایسی جگہ پر واقع ہے جس کے ارد گرد احمدیوں کے ہی مکانات ہیں۔ اگر اس علاقہ میں جماعت بڑا حصہ رہتے تو شاید یہ خوبصورت ڈھانچہ ایک عالیشان مسجد کی صورت میں بدل گیا ہوتا۔ یہ مسجد زیرِ تعمیر ہے اور ایک عرصہ سے اس حالت میں پڑی ہے۔ اب بھی اگر اس علاقہ کے احمدی ہمت کریں۔ تو اس کارِ خیر کی تکمیل بڑی آسانی سے ہو سکتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطبہ جمعہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگنے کی تلقین فرمائی۔ اور مختلف واقعات پیش کرتے ہوئے نصیحت فرمائی۔ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور وہ اُس کے بندوں میں داخل ہو جائے۔ تو دنیا کی تمام نعمتیں اُس کے قدم چومیں گی۔ نمازِ جمعہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقریر تعلق باللہ کا ریکارڈ سنایا۔ مکرم سید فضل احمد صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ اپنے ان مقدس اور محبوب وجودوں کو ڈمکا (DUMKA) لے جانے کے لئے بھاگلپور تشریف لے آئے۔ ڈمکا بھاگلپور سے تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہے جہاں سید صاحب موصوف متعین ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ راستہ میں محترم مولوی عبدالباسط صاحب کی خواہش بلکہ حکم کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب مع دیگر افرادِ قافلہ جگداؤں میں ایک گھنٹہ کے لئے رکے۔ اور نمازِ مغرب و عشاء یہاں ہی ادا کی گئی۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں عظیم الشان محل نما مکانات جو اب ویران پڑے ہیں کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کوئی وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ہر قسم کی آسائش سے نوازا تھا۔ اگر وہ چاہتے تو اپنی جڑیں قیامت تک کے لئے مضبوط کر لیتے۔ اور یہ اُسی صورت میں ممکن تھا کہ اسلام جیسی پیاری تعلیم کو اپنے ارد گرد بسنے والی اقوام کے سامنے پیش کرتے۔ اور آج جس حسرت ناک انجام کو دیکھ رہے ہیں اُس سے بچ جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اُنہوں نے ان سے بیگار لی۔ ساری ساری بیاہت پنکھے جھلوائے۔ مگر ان کو یہ توفیق نہ ملی کہ ان کی خدمت کے صلہ میں صرف چند ٹکے ان کے سامنے ڈالنے کی بجائے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے ماتحت اسلام جیسی نعمت پیش کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ جو ان کے پاؤں چھوتے تھے وہ اب ان کی جان کے بھوکے بنے ہوئے ہیں۔ وہ جو کبھی سر جھکا کر احترام اور ادب کا مظاہرہ کرتے تھے آج اُن کی جمعیت جگہ جگہ پر ان کی پگڑیاں اچھال رہی ہے۔ نہ عزت محفوظ ہے نہ جان۔ اور آپ ہر علاقہ میں اس قسم کے منظر دیکھیں گے کہ ان عظیم الشان محلوں کے مالک مایوسی اور بے بسی کے عالم میں سر چھپاتے پھر رہے ہیں۔ بس خود ہمارے لئے یہ منظر سخت عبرت کا باعث ہے۔ ہر احمدی خواہ امیر ہو یا غریب، اُسے اس امر کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ تبلیغ ہی ایسی نعمت ہے جو پھر امتِ محمدیہ کو وہ کھویا ہوا مقام دے سکتی ہے جو اپنی غفلت اور اس اہم فریضہ کو پسِ پشت ڈالنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ چند روز سے بیمار ہیں ان کی شفایابی کیلئے دعا فرمائی جاوے۔ نیز میری پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا فرماویں۔ میر غلام رسول یاڑی پورہ

۲۔ عرصہ سے میری صحت خراب رہتی ہے کامل صحت کیلئے دعا فرمائی جاوے۔ میر عبدالجلیل شہوگنہ

۳۔ میں وکالت مالی تحریک جدید کی طرف سے بنگلہ ستوں کا دورہ کر رہا ہوں احباب اس دورہ کی کامیابی [illegible]

ایک غیر احمدی دوست کے

بعض سوالوں کے جواب

(از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مظفرپور (بہار))

(قسط نمبر ۳)

س - آپ لوگوں کی جماعت کے نزدیک دنیا میں جتنے مذاہب ہیں۔ مثلاً ہندو مسلم سکھ عیسائی یا اور بھی کوئی مذہب بت پرست ہو۔ یا اللہ و رسولوں کا دشمن ہو۔ یہ سب لوگ الگ الگ مر کر کہاں جائیں گے جتنے کافر مشرک منافق مرتد ہیں یہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہیں گے یا نہیں۔ اور جہنم و جنت کی حقیقت کیا ہے۔ ٹھوس دلائل سے روشناس کرا کر رہنمائی فرمائیں گے۔ آپ لوگوں کی جماعت میں انبیاء کرام یا صحابہ کرام کی ادنیٰ توہین و تنقیص کیا درجہ رکھتی ہے۔ آیا اس سے انسان مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے؟"

ج - ہندوؤں کے نزدیک دوزخ و جنت دونوں محدود ہیں۔ یہود کے نزدیک غیروں کے لئے جنت ہاں نہیں ہے اور یہود کے لئے دوزخ قریباً حرام ہے سوائے چند ایام کے۔ عیسائیوں کے نزدیک جنت اور دوزخ دونوں غیر منقطع ہیں اسلام کے نزدیک دوزخ ایک دن ختم ہونے والی ہے اور جنت غیر محدود ہے۔

سورہ ہود رکوع ۹ میں جنتیوں اور دوزخیوں کا بالمقابل تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس جگہ جنت کے لئے "عطاءً غیر مجذوذ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی جنت ایک ایسی عطا ہے جو کبھی کاٹی نہیں جائے گی مگر دوزخیوں کے لئے ایسے الفاظ استعمال نہیں فرمائے بلکہ ان ربک فعال لما یرید کے الفاظ بالمقابل رکھے ہیں یعنی تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

قرآن کریم میں جنتیوں اور دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ تقسیم بتاتی ہے کہ دوزخ بالآخر منقطع ہو جائے گی۔ سورہ نبا میں دوزخیوں کے لئے لابثین فیھا احقابا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی دوزخی دوزخ میں سالوں رہیں گے یہ الفاظ بھی محدود وقت پر دلالت کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رحمتی وسعت کل شیٔ یعنی میری رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے۔ پس بالآخر سب کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ فامہ ھاویہ کے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ دوزخ دوزخیوں کی ماں کے حکم میں ہوگی۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہمیشہ نہیں رہتا۔ جب اس میں صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ پیٹ سے باہر نکل آتا ہے۔ پس دوزخ ایک ہسپتال ہے جہاں روحانی مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔

احادیث میں بھی دوزخ کو عارضی بتایا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نسیم الصبا تحرک ابوابھا ولیس فیھا احد۔ یعنی دوزخ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی۔ اور اس میں کوئی باقی نہ رہے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے ایک حدیث مسلم و بخاری میں موجود ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بالآخر دوزخ سے وہ آدمی بھی نکال دیئے جائیں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا ہوگا۔ البتہ جنت کے درجات میں تفاوت ہوگا۔ اس کی مثال اس طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ہماری اس مادی دنیا میں سب ہی انسان ہیں کوئی وزیر اعظم ہے کوئی ڈاکٹر کوئی بڑھئی کوئی مہتر وہ سب اسی عالم کے افراد ہیں اور انسان کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کے درجات میں بڑا تفاوت ہے۔ جہنم و جنت کی حقیقت کے متعلق جو آپ نے سوال کیا ہے اس کا مفصل جواب تو ان سطور میں دینا باعث طوالت ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی میں نہایت پُر معارف طور پر اس مضمون کو بیان فرمایا ہے اس میں سے چند سطور درج ذیل ہیں۔ اس امر کی پوری وضاحت مذکورہ تصنیف میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ فرمایا:-

" اللہ جل شانہ فرماتا ہے وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا یعنی جو لوگ ایمان لانے والے اور اچھے کام کرنے والے ہیں ان کو خوشخبری دے کہ وہ اس بہشت کے وارث ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب وہ عالم آخرت میں ان درختوں کے ان پھلوں میں سے جو دنیا کی زندگی میں ہی ان کو مل چکے تھے پائیں گے تو کہیں گے کہ یہ تو وہ پھل ہیں جو ہمیں پہلے ہی دیئے گئے تھے کیونکہ وہ ان پھلوں کو ان پہلے پھلوں سے مشابہ پائیں گے اب یہ گمان کہ پہلے پھلوں سے مراد دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں، بالکل غلطی ہے اور آیت کے مدعا سے اور اس کے منطوق کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک بہشت بنایا ہے جس کے درخت ایمان اور جس کی نہریں اعمال صالحہ ہیں۔ اسی بہشت کا وہ آئندہ بھی پھل کھائیں گے اور وہ پھل زیادہ نمایاں اور شیریں ہوگا اور چونکہ وہ روحانی طور پر اس پھل کو دنیا میں کھا چکے ہوں گے اس لئے دوسری دنیا میں اس پھل کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں جو پہلے ہمارے کھانے میں آچکے ہیں۔ اور اس پھل کو اس پہلی خوراک سے مشابہ پائیں گے۔ سو یہ آیت صریح بتا رہی ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی محبت اور پیار کی غذا کھاتے تھے اب جسمانی شکل پر وہی غذا ان کو ملے گی۔ اور چونکہ وہ پریت اور محبت کا مزہ چکھ چکے تھے اور اس کیفیت سے آگاہ تھے اس لئے ان کی روح کو وہ زمانہ یاد آجائے گا کہ جب وہ گوشوں اور خلوتوں میں اور رات کے اندھیروں میں محبت کے ساتھ اپنے محبوب حقیقی کو یاد کرتے اور اس یاد سے لذت اٹھاتے تھے۔ غرض اس جگہ جسمانی غذاؤں کا کچھ ذکر نہیں۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جبکہ روحانی طور پر عارفوں کو یہ غذا دنیا میں مل چکی تھی تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی نعمتیں ہیں کہ نہ دنیا میں کسی نے دیکھیں نہ سنیں اور نہ کسی کے دل میں گذریں اور اس صورت میں ان دونوں آیتوں میں تناقض پایا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تناقض اس صورت میں ہوتا کہ جب اس آیت میں دنیا کی نعمتیں مراد ہوتیں۔ لیکن جبکہ اس جگہ دنیا کی نعمتیں مراد نہیں ہیں جو کچھ عارف کو معرفت کے رنگ میں ملتا ہے وہ درحقیقت دوسرے جہان کی نعمت ہوتی ہے جس کا نمونہ شوق دلانے کے لئے پہلے ہی دیا جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ باخدا آدمی دنیا میں سے نہیں ہوتا اسی لئے تو دنیا اس سے بغض رکھتی ہے۔ بلکہ وہ آسمان سے ہوتا ہے اسی لئے آسمانی نعمت اس کو ملتی ہے۔ دنیا کا آدمی دنیا کی نعمتیں پاتا ہے۔ اور آسمان کا آسمانی نعمتیں حاصل کرتا ہے۔ سو یہ بالکل سچ ہے کہ وہ نعمتیں دنیا کے کانوں اور دنیا کے دلوں اور دنیا کی آنکھوں سے چھپائی گئیں لیکن جس کی دنیوی زندگی پر موت آجائے۔ اور وہ پیالہ روحانی طور پر اس کو پلایا جائے جو آگے جسمانی طور پر پیا جائے گا۔ اس کو یہ پینا اس وقت یاد آجائے گا جبکہ وہی پیالہ جسمانی طور پر اس کو دیا جائے گا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ اس نعمت سے دنیا کی آنکھ اور کان وغیرہ کو بے خبر سمجھے گا چونکہ وہ دنیا میں تھا اگرچہ دنیا میں سے نہیں تھا اس لئے وہ بھی گواہی دے گا کہ دنیا کی نعمتوں سے وہ نعمت نہیں نہ دنیا میں اس کی آنکھ نے ایسی نعمت دیکھی نہ کان نے سنی اور نہ دل میں گذری۔ لیکن دوسری زندگی میں اس کے نمونے دیکھے جو دنیا میں سے نہیں تھے بلکہ وہ آنے والے جہان کی ایک خبر تھی اور اسی سے اس کا رشتہ اور تعلق تھا دنیا سے کچھ تعلق نہیں تھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۴۷)

آپ کے آخری جملہ کا جواب یہ ہے کہ دیوبندی حضرات ان تمام انبیاء کرام و صحابہ کرام کی عزت و تکریم کرتے ہیں جن کی بریلوی حضرات عزت و تکریم کرتے ہیں۔ لہذا انہیں اس بناء پر کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور کسی فرقہ کی طرف دھینگا مشتی سے بعض ایسے عقائد منسوب کرنا جن کو فریق ثانی قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کوئی اچھی بات نہیں ہے

اس کا اصولی جواب پہلے سوال کے جواب میں دے دیا گیا ہے۔

س۔ "وہابیوں دیوبندیوں کی اہانت آمیز کتابوں کا رد جو اس صدی کے مجدد اعلیٰحضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ اور ان لوگوں کو اپنی سینکڑوں کتابوں کے ذریعہ مثلاً الامن والعلی، جاء الحق، حسام الحرمین، شمع یقین، برق خداوندی، معیار الیمان جیسی نفیس اور لاجواب کتابوں کے ذریعہ معقول جواب دیئے ہیں آیا یہ تردید صحیح ہے یا غلط کیونکہ علمائے بریلوی یہی کہتے ہیں کہ اے دیوبندیو۔

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تردید یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

لہذا آپ بتائیں کہ اس تردید کو جس میں اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ نے دیوبندیوں کو کافر لکھا ہے آپ کی نظر میں صحیح ہے یا غلط"

ج۔ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی حشمت اللہ خاں صاحب نے اپنی مشارالیہ تحریرات میں دیوبندیوں اور اہلحدیث وغیرہم کو نہایت شد و مد کے ساتھ کافر قرار دیا ہے لیکن اس کے مقابل پر ان کے رد میں دیوبندیوں نے بھی کتب لکھی ہیں جن میں مولوی احمد رضا خاں صاحب و دیگر علمائے بریلوی کو کافر اعد الکفر قرار دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ رسالہ "ردو التکفیر علی الفحاش المتشقشق" ملاحظہ فرمائیں یہ رسالہ جناب مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب دیوبندی کی تصنیف ہے آپ تو اپنے اس سوال میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کو مجدد مائۃ حاضرہ بتاتے ہیں لیکن تصنیف مذکورہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کو کافر اکفر دجال مائۃ حاضرہ اور مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ چودھویں صدی کے مسلمانوں کی یہ ایک ترقی معکوس ہے کہ مسلمانوں کو کافر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے اور آج مسلمانوں کے جس قدر فرقے سطح زمین پر آباد ہیں ان سب پر نہایت شد و مد کے ساتھ موجودہ زمانہ کے علماء نے فتاوے کفر و ارتداد لگائے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی علماء کے لئے یہ پیشگوئی بیان فرمائی تھی کہ علماءھم شرّ من تحت ادیم السماء یعنی ان کے علماء سطح زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے۔ الفتنۃ تخرج منھم وتعود فیھم یعنی انہیں سے فتنہ نکلے گا اور انہی کی طرف واپس لوٹے گا۔ علامہ حالی مرحوم نے بھی ایسے ہی علماء پر طنز کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ؎

امت کو بانٹ ڈالا کافر بنا بنا کر
اسلام اے فقیہو! ممنون ہے تمہارا

بہرحال چودھویں صدی کے علماء دیوبند و بریلوی وغیرہم کا مشغلۂ تکفیر مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا آسان ہے لیکن کافروں کو مسلمان بنانا مشکل ہے۔

چودھویں صدی کے ان علماء کے فتاوے کفر کی وجہ سے حدیث نبوی کی رو سے ایک نتیجہ ضرور نکلتا ہے جو قابل توجہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

ایّما رجل مسلم کفّر رجلا مسلماً فان کان کافراً والا کان ھو الکافر۔

(ابو داؤد جلد ۲ و کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

یعنی جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے تو اگر وہ حقیقت میں کافر ہے تو ٹھیک ورنہ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

چودھویں صدی کے تمام معروف فرقوں کے علماء نے ایک دوسرے فرقے پر بدترین قسم کے فتاوے کفر لگائے ہیں اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء و مفتیان کی مہریں بھی ان فتاوے پر ثبت کی گئی ہیں۔ پس اگر ان تمام مستند فتووں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمان کافر ثابت ہوتے ہیں چنانچہ مولوی محمد علی صاحب بانی و مدفون خانقاہ رحمانی مونگھیر لکھتے ہیں:۔

"افسوس اور ہزار افسوس ہے کہ معاملہ برعکس ہو رہا ہے اہل علم نے باہمی جنگ ایسی چھیڑ رکھی ہے کہ ...... مسلمانوں نے خود ہی اپنے مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں متعدد فرقے ہیں اور ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے جب سب کے قول کو ملاؤ تو دیکھو کہ کوئی بھی مسلمان رہتا ہے؟ ہرگز نہیں" (حقیقت المسیح صفحہ ۲)

ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں مسیح موعود کا نزول عین اقتضائے وقت تھا چنانچہ الٰہی نوشتوں کے مطابق چودھویں صدی کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلام الٰہی کے مطابق بطور حکم اختلافات کا فیصلہ سنایا اور اللہ تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی سے عظیم الشان نشانات و معجزات دکھائے اور ڈنکے کی چوٹ پر اسلام کی صداقت غیر مذاہب کے سامنے پیش کرکے سب کو شکست دی۔ اور نام کے مسلمانوں کو جو باہمی ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا کر حدیث نبوی کی رُو سے کافر ثابت ہو چکے تھے انہیں پھر سے مسلمان بنانے کا تہیہ فرمایا۔ لیکن علماء نے خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح و مہدی پر بھی بدترین قسم کے کفر کے فتوے لگا دیئے۔ آپ ان فتووں کے تذکرہ میں فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

آج اس حقیقت کو ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ جہاں دوسرے مسلمان فرقے اور تنظیمیں دن بدن قعر مذلت میں گرتی جا رہی ہیں وہاں جماعت احمدیہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور اکناف عالم میں اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ رہی ہے بس یاد رکھنا چاہیئے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب یا بعض دیوبندی علماء نے دور حاضر کے مسلمانوں کو کافر ثابت کرکے اور دین اسلام میں بدعت کو رواج دے کر اور محرم اور گیارہویں اور بارہویں اور قوالی اور مزارات پر تعظیمی سجدہ وغیرہ کرنا کر کوئی اسلام کی خدمت نہیں کی ہے اور نہ ہی یہ لوگ اپنے ان غیر اسلامی کارناموں کی وجہ سے مجدد مائۃ حاضرہ قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ بلکہ اس صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جن کی تائید قرآن کریم احادیث اور سلف صالحین کے اقوال و کشوف سے بھی ہوتی ہے اور ان کارہائے نمایاں سے بھی ہوتی ہے جن کا روشن اور زندہ ثبوت جماعت احمدیہ ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کے لئے ایک عظیم الشان جماعت قائم فرمائی بلکہ نام کے مسلمانوں کو بھی سچے مسلمان بنانے کے لئے اعلام الٰہی کے مطابق یہ نعرۂ حق لگایا کہ ؎

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

چنانچہ ایک ایک کرکے مسلمان اس مقدس جماعت میں داخل ہو رہے اور شاہراہ ترقی پر گامزن ہو کر اسلام کی ترقی کا باعث بن رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق بالآخر اسلام سے مراد یہی جماعت ہوگی اور باقی فرقے دن بدن کمزور ہوتے چلے جائیں گے اور بہت سے لوگ ان میں سے نکل کر احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ ف

قضاء آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

پس مجدد صدی مائۃ حاضرہ مولوی احمد رضا خاں کسی صورت میں نہیں ہوسکتے کیونکہ نہ ہی انہوں نے تائید اسلام کے لئے کوئی کارنامہ دکھایا اور نہ ہی انہوں نے خود کو بطور مجدد دنیا کے سامنے پیش کیا۔ لہذا انہیں مجدد قرار دینا مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ اس کے مقابل پر نہ صرف یہ کہ دور حاضر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اسلام بے مثال ہے بلکہ حضور نے حلفیہ طور پر اپنے مجدد مائۃ حاضرہ اور مسیح و مہدی ہونے کا بیان اپنی تحریرات میں دیا ہے۔ اور اس قسم کی متعدد تحریریں آپ کی تصانیف میں موجود ہیں۔ اس موقعہ پر ہم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک انعامی چیلنج کے الفاظ بھی پیش کر دیتے ہیں جو اس دعوے سے تعلق رکھتے ہیں فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنے مقرر کردہ قانون کے مطابق مجدد مبعوث فرمایا ...... جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقررہ وقت پر نازل کی ہوئی اس عظیم الشان نعمت کے منکر و مخالف ہیں۔ ان کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صادق مدعی نہیں ہے تو ان کی نظر میں کوئی اور شخص اس ربانی منصب

(باقی صفحہ نمبر ۹)

علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل سیکرٹری وفد جنوبی ہند تبلیغی کمیٹی)

ہبلی جماعت احمدیہ یادگیر کے جلسوں سے فارغ ہو کر ہمارا تبلیغی وفد مورخہ ۲۸ مارچ کی صبح ہبلی پہنچا۔

جماعت احمدیہ ہبلی کے زیر اہتمام رات کے ۹ بجے تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور مقامی اخباروں اور پوسٹروں نے شہر میں منادی کے ذریعہ اس جلسہ کی تشہیر کی گئی۔

حسب پروگرام ٹھیک ۹ بجے بمقام درگہ بیل چوک یہ جلسہ زیر صدارت محترم قاضی امیرالدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم بابو خاں صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر مختصر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد خاکسار نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کی خطرناک اور ہیبتناک حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے قیام امن عالم کے لئے اسلام کی پیش فرمودہ تعلیمات کا ذکر کیا۔ اس خصوص میں پیشوایانِ مذاہب کے احترام اور ہندو مسلم اتحاد کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ارشادات کی تفصیل سے وضاحت کی۔

محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے زیر عنوان ہستی باری تعالیٰ ایک مدلل تقریر فرمائی۔ آپ نے متعدد قرآنی آیات کی روشنی میں ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو وہی لوگ پا سکتے ہیں جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت رکھتے ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنا وجود اپنے برگزیدہ بندوں پر ظاہر فرماتا ...
... ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی زندگی کا ثبوت دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کے طور پر پیش فرمایا۔

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے موضوع پر مختلف پہلوؤں پر نہایت مدلل رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد یہ جلسہ ½ ۱۱ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دھارواڑ یہ مقام ہبلی سے بارہ میل کی دوری پر واقع ہے۔ ہم ہبلی کے جلسے سے فارغ ہو کر دوسرے دن صبح بذریعہ موٹر دھارواڑ پہنچے۔ جہاں ہمارے قیام و طعام کا انتظام محترم قاضی امیرالدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کے دولتکدے میں کیا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ دھارواڑ کا یہ تبلیغی جلسہ دھارواڑ شہر کے وسط میں ایک ایسی کھلی جگہ پر منعقد کیا گیا جہاں کثیر تعداد میں ہر وقت لوگوں کا اژدحام رہتا ہے۔

مکرم قاضی صاحب موصوف کی زیر صدارت منعقدہ یہ جلسہ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم بابو خاں صاحب کی نظم کے بعد شروع ہوا۔

سب سے پہلے مکرم حکیم محمد دین صاحب نے نہایت وضاحت سے جماعت احمدیہ کے عقاید بیان فرمائے۔ اور جماعت پر کئے جانے والے بے ہودہ اور غلط الزامات و اعتراضات کی تردید فرمائی۔

اسکے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ہندی زبان میں تقریر فرمائی۔ آپ نے مختلف عقلی و نقلی دلائل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بیان کرتے ہوئے آپ کے دعاوی اور تعلیمات کا ذکر فرمایا۔

بعدہٗ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے مقام ختم نبوت پر ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی اور قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ رسول کریم کی شان اور ارفع مقام متقاضی ہے کہ آپ کے ... کامل اتباع سے امت میں نبوت کا سلسلہ قائم رہے۔

اس جلسہ کی آخری تقریر خاکسار کی تھی میری تقریر کا عنوان تھا جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی ابتدائی حالت کا ذکر کرتے ہوئے اس زمانہ میں جماعت کو اکناف عالم میں حاصل شدہ عظیم الشان شہرت اور ... کامیابی کا ذکر کیا۔

ہماری ان تقریروں سے متاثر ہو کر ایک غیر مسلم صاحب نے کھڑے ہو کر صاحب صدر سے درخواست کی کہ مجھے چند منٹ اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقعہ دیا جائے وہ ایک ۷۰ سالہ بوڑھا تھا۔ وہ سٹیج پر آکر کہنے لگے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج دُنیا سے ایمان و انصاف بالکل مفقود ہو چکا ہے اور دُنیا کی موجودہ حالت پکار پکار کر بتا رہی ہے کہ دُنیا میں انصاف و ایمان قائم کرنے کے لئے دنیا میں کوئی اوتار ضرور پیدا ہو۔ آپ نے بتایا کہ ۱۹۲۱ء میں جب یہاں تحریک خلافت زوروں پر چلی تو میں اس کا سرگرم ممبر تھا۔ میری اس سرگرمی کو دیکھ کر کئی ہندو مجھ سے برہم ہو گئے اور مجھے مسلمانوں کا پٹھو وغیرہ کہنے لگے۔ دوسری طرف بعض مسلمانوں کا یہ اصرار تھا کہ میں اسلام اختیار کر لوں لیکن بعض مسلمان مجھے اپنے ساتھ ملانے سے کتراتے رہے۔ اور میری حالت اُس وقت نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم کی ہو کر رہ گئی۔ ہندو بھی مجھے اپنے ساتھ ملانے سے رہے اور مسلمان بھی صاف دل سے ملنے جلنے سے انکار کرتے رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آج ہندو اور مسلمانوں میں مذہب کی روح نام کو بھی نہیں۔ میرا ۷۰ سالہ تجربہ ہے کہ جو خلوص اور تبلیغ مذہب کا جوش و ... جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ ... جماعت احمدیہ توحید پرستی اور پیشوایان مذاہب کے احترام کے لئے اپنا وقت دولت اور سب کچھ خرچ کر کے اور بازار کے عین درمیان نہایت خلوص کے ساتھ اس زمانہ میں تبلیغ کر رہی ہے۔ یہ جوش و ولولہ میں نے کسی جماعت میں نہیں دیکھا۔ اپنے عقائد کا ایسے کھلے رنگ میں تبلیغ کرنے والی جماعت دنیا میں کہیں نظر نہیں آئی۔ اس اچھے رستہ کو قبول کیا جائے تو خدا مل سکتا ہے۔ آپ اپنی تقریر نہایت پُر زور اور بلند آواز میں کرتے رہے کہ چاروں طرف سے لوگ دوڑ دوڑ کر آ جمع ہونے لگے۔

اس کے بعد مختصر صدارتی تقریر ہوئی اور ہمارا یہ جلسہ امید سے بڑھ کر کامیابی ... [illegible] ... رہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے قلوب اور سینہ کو قبول صداقت کے لئے کھول دے۔ آمین۔

شیموگہ جماعت احمدیہ ہبلی اور دھارواڑ کے جلسوں سے فارغ ہو کر ... ۳۰ مارچ کی صبح ½ ۴ بجے دوپہر شیموگہ میں پہنچا۔ یہاں جلسہ دو روز کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ اور جلسہ کے متعلق اردو اور کنڑی زبانوں میں اشتہار اور پوسٹر شائع کئے گئے تھے۔

جماعت احمدیہ شیموگہ کے جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس یہاں کے مشہور و معروف کرناٹک سنگھا ہال میں ٹھیک ساڑھے سات بجے شام خاکسار کی صدارت میں مکرم و محترم جناب حکیم محمد دین صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ مکرم سید محمد جعفر صادق صاحب کی نظم خوانی کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر محترم حکیم محمد دین صاحب کی تھی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوئی۔ آپ نے ... کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے اس شعر کو پیش کیا۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اسی طرح آپ نے دعوے ... سے قبل آپ کی پاکیزہ زندگی کو پیش ... اس ضمن میں فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کا ذ... کہ کوئی میری زندگی میں نقص یا عیب ... اس سلسلہ میں حضور اقدس فرماتے ہیں ... آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس کے بعد محترم حکیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم محترم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی جماعت احمدیہ کے عقائد پر ہوئی۔ آپ نے نہایت دلنشیں پیرائے میں جماعت احمدیہ کے عقا...

(بقیہ صفحہ ۸)

... کا صادق مدعی ہو تو اس کو اگر وہ فوت ہو گیا ہو تو اسکے قائمقام کو اسکے کارنامہ کیساتھ پبلک میں پیش کرو اور ہم سے بیس ہزار روپیہ انعام لو۔ ہمارا یہ انعامی چیلنج بیتیس سال سے قائم ہے مگر کسی نے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کی۔" (انعامی چیلنج صفحہ ۱۳)
آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جماعت احمدیہ یہ عقیدہ بھی رکھتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق ہر وہ شخص جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے وہ مسلمان ہے اور ایسا شخص اُمتِ محمدیہ اور ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہو سکتا چاہے اس پر کتنے ہی کفر کے فتوے کیوں نہ لگائے جائیں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی امت کے تہتر فرقوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان میں سے جہاں صرف ایک کو ناجی قرار دیا ہے وہاں بھی حضور نے بہتر فرقوں کو اپنی امت سے خارج نہیں فرمایا اگرچہ وہ سب نام کے مسلمان ہیں حقیقی مسلمان نہیں لیکن مسلمان فرقے ... حضرت مسیح موعود کیساتھ تعلق پیدا کر کے آنحضرت ... کام کے مسلمان بن سکتے ہیں۔

بیان کرتے ہوئے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اجرائے نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت اعلیٰ اور مدلل رنگ میں تقریر فرمائی تھی۔ آپ نے قرآن کریم و احادیث کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور حضرت رسول پاک صلعم کے بعد غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی خدا تعالیٰ کے مبعوث فرمودہ برحق مامور و مرسل تھے۔

اس کے بعد عزیزم نصیر الدین صاحب ابن محترم حکیم محمد دین صاحب نے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مکرم محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس کی تقریر ہوئی جس کا عنوان تھا پیغام احمدیت۔

آپ نے بتایا کہ احمدیت دنیا کے سامنے وہی پیغام پیش کرتی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء نے دنیا کو سنایا تھا۔ احمدیت کا پیغام وحدانیت کے اقرار کے پیغام کے ساتھ ساتھ رسالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقرار کا بھی پیغام ہے۔ احمدیت چاہتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت تاقیامت قائم و دائم رہے اور ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی یہ کہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی نبوت ختم ہو گئی اور آپ خدا تعالیٰ کی اس نعمت عظمےٰ کو ختم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔

مکرم نوجوان صاحب کی اس تقریر کے بعد خاکسار نے مختصراً صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔ اور بعد دعا یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن پیشوایانِ مذاہب کی سیرت بیان کرنے کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد جعفر صادق صاحب کی نظم کے بعد یہ جلسہ ٹھیک ۷ بجے شام شروع ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم مولانا بشیر احمد صاحب نے فرمائی۔ آپ نے ابتدائی تقریر میں اس جلسہ کی غرض و غایت مختصراً بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ؎

حسن اپنا ہی نظر آیا تو کب آیا نظر
غیر کا حسن جو دیکھے وہ نظر پیدا کر

اس کے بعد عزیزم نصیر الدین صاحب ابن محترم حکیم محمد دین صاحب نے پیشوایانِ مذاہب کے احترام کے تعلق سے حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر انگریزی زبان میں نہایت اچھے اور دلنشین انداز میں اور پرجوش رنگ میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا جو بے حد پسند کیا گیا۔

اس کے بعد محترم حکیم صاحب نے سیرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ تقریر فرمائی۔

دوسری تقریر سری اینچ رام کرشن راؤ کی فلسفہ ہندو مذہب پر ہوئی۔ آپ نے انگریزی زبان میں ہندو مذہب کی تہذیب اور اس کے فروغ کے متعلق روشنی ڈالی۔

اس کے بعد شری کوکے سیتا رام شاستری نے کنڑی زبان میں مذہب اور سائنس کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے ان ہر دو کا موازنہ ہندو مت کی کتب کی رو سے کیا۔

چوتھی تقریر مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کی انگریزی زبان میں ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کے قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے اکناف عالم میں اس قسم کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور ایسی جگہوں میں منعقد کئے جاتے ہیں جہاں شری کرشن شری گرو شری رام چندر جی کا نام تک نہیں پہنچا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ان کی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان کارہائے نمایاں کی وضاحت فرمائی۔

اس کے بعد مکرم ریورنڈ برادر ڈونی ورجر پرنسپل سیکرڈ ہارٹ ہائی سکول شموگہ کی تقریر عیسائیت محبت کا مذہب ہے کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت بھری تعلیم اور معجزات کے ذریعہ بیماروں کو شفا کرنا اندھوں کو بینائی دینا وغیرہ امور کنڑی زبان میں بیان کئے۔

چھٹی تقریر سردار ارجن سنگھ صاحب کی گورو نانک جی کی تعلیمات و سیرت پر ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کی طرف سے آپس میں اتحاد و محبت پیدا کرنے اور اسی طرح معاشرت کو خوشگوار بنانے کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں ان کو سراہا۔ اور اس کے بعد آپ نے گرو نانک جی مہاراج کی تعلیمات پر مختصراً روشنی ڈالی۔

آخری تقریر خاکسار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح پر ہوئی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، آپ کی تعلیمات اور اسی ضمن میں بعض اور چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے قومی یکجہتی اور اتحاد و اتفاق قائم کرنے اور ایک خوشگوار معاشرے کے قیام کے لئے اسلام کی تعلیمات بیان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ کی جانے والی کوششوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس کے بعد ہمارا یہ جلسہ بخیر و خوبی ٹھیک ۱۰ بجے اختتام پذیر ہوا۔

یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ جلسہ کے متعلق باوجود مسلسل اعلان کرانے اور اشتہارات وغیرہ شائع کرانے کے غیر احمدیوں نے ہمارے جلسہ کا مکمل بائیکاٹ کیا۔ اور اس جلسہ میں شریک نہیں ہوئے تاہم غیر مسلم احباب و شرفاء اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور پوری تقاریر انہماک سے سنیں۔

(باقی)

کلکتہ میں جلسہ یوم مسیح موعود (بقیہ صفحہ ۴)

مکرم محمد صدیق صاحب باقی نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک گروہ تو وہ ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سنا اور بے توجہی برتی۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سنکر مشتعل ہو گیا اور اس الٰہی سلسلہ کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے کے لئے میدان میں اُتر آیا۔ اس موقعہ پر آپ نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی مخالفت اور ان کے حسرت ناک انجام کا تذکرہ فرمایا۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو جماعت میں داخل ہو کر نہایت ہوشیاری سے جماعت کی بیخ کنی کرتا رہا۔ فرمایا یہ تینوں گروہ آج موجود ہیں لیکن ان سب گروہوں میں سب سے زیادہ خطرناک گروہ وہ ہے جو جماعت میں شامل ہو کر جماعت کی جڑیں کاٹتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے خلافت اولیٰ کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ کی ریشہ دوانیوں کا ذکر فرمایا۔ مزید فرمایا کہ اس تیسرے گروہ میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں جو جاہل بھی ہیں اور عالم بھی۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ احمدیوں کو ایسے مخالفین سے بچائے جو سلسلہ اور نظام کی مخالفت باریک راہوں سے کرتے ہیں۔

مکرم نصیر احمد صاحب باقی نے کلام محمود سے نظم "افسوس دن بہار کے یونہی گذر گئے" شیریں لحن سے پڑھی۔

مکرم سیٹھ محمد ادریس صاحب نے فرمایا کہ محمد عمر صاحب سہگل و محمد بشیر صاحب سہگل کی تبلیغ کے نتیجہ میں مجھے احمدیت سے واقفیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب و دیگر لٹریچر کا مطالعہ کرتا رہا لیکن چند ہی دنوں بعد جب غیر احمدیوں نے دیکھا کہ میں احمدیت کی طرف مائل ہوں انہوں نے اپنے علماء کی خدمات حاصل کیں اور بڑے زور و شور کے ساتھ میری روحانی تربیت شروع ہو گئی۔ میں بھی غیر احمدی علماء کے گھروں پر جانے لگا تا احمدیت کے خلاف انکے دلائل معلوم کروں۔ ادھر مولوی محمد سلیم صاحب سے بھی رابطہ قائم کیا۔ غرضیکہ دورے طور پر تلاشِ حق کی مہم شروع کر دی۔ بالآخر مجھ پر حق کھل گیا اور میں نے بیعت کر لی۔

مکرم مفتی محمد شمس الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے میں شیعوں، وہابیوں اور غیر مسلموں کی مذہبی مجالس میں شریک ہوتا رہا۔ دین سے واقفیت حاصل کرنے کا یہی شوق کشاں کشاں مجھے مولوی محمد علی صاحب مونگھیری بانی خانقاہ رحمانیہ کی چوکھٹ پر لے گیا۔ مولانا موصوف احمدیت کے سخت مخالف تھے اور بہار کے صفِ اول کے مخالفین میں آپ نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی بارگاہ سے بھی میں بے فیض اُٹھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ بالآخر اسی جذبۂ شوق نے مجھے احمدیت تک پہنچا دیا۔

مکرم شریف احمد صاحب باقی نے ترنم سے کلام محمود کی نظم "آ غازِ تو میں کر دوں انجام خدا جانے" پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم محمد اسمٰعیل صاحب وہرہ نے "درثمین کی نظم" جمال و حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

جلسہ کے اختتام کا اعلان کرتے ہوئے صدرِ جلسہ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہمارے اجلاسوں کی غرض یہ ہے کہ ہماری تقریروں سے جہاں دوسروں کو ایمان نصیب ہو وہاں خود ہمارے ایمان بھی تازہ ہوں۔ اجتماعی دعا کے بعد سوا آٹھ بجے جلسہ برخواست ہوا۔ تمام احباب نے مسجد میں نماز عشاء ادا کی اور پھر اپنے اپنے گھروں کو گئے۔

اس موقعہ پر احمدی خواتین کے علاوہ غیر احمدی مستورات بھی شریک تھیں۔ ان کی تعداد غیر معمولی طور پر آج زیادہ تھی۔ چونکہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ آواز دور دور تک پہونچ رہی تھی۔ اس لئے تقاریر سننے کے لئے بے شمار لوگ مسجد احمدیہ کے باہر درختوں کے نیچے جمع تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم احمدیوں کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کا موقع دے۔ اور جماعت کا ہر رنگ میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ خاکسار محمد نور عالم احمدی بیگو سرائی۔

آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ کی تشریف آوری

(بقیہ صفحہ اول)

ایم۔ ایل۔ اے صاحبان نے بھی ہاروں کے ساتھ آپ کا سواگت کیا۔ احمدیہ چوک سے لے کر مسجد مبارک کے گیٹ تک ایک انتظام اور سلیقہ کے ساتھ احمدیہ جماعت کے تمام افراد اور سکول کے بچے جناب وزیر خارجہ صاحب کا سواگت کرنے کے لئے ایک ہی قطار میں کھڑے تھے۔ دوران کے اس راستہ پر گذرتے وقت آپ کو زبان سے اور ہاتھ کے اشارہ سے خوش آمدید کہتے رہے جس کا جواب جناب وزیر خارجہ صاحب کی طرف سے نہایت تپاک کے ساتھ ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ دیا جاتا رہا۔ اور ہمارے مہمان خصوصی کے ساتھ جملہ آنے والے معزز مہمانوں کا یہ قافلہ جو قریباً ایک سو افراد پر مشتمل تھا آہستہ آہستہ مہمان خانہ کی طرف روانہ ہوا۔

جناب سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ کے ساتھ ایک طرف میجر جنرل راجندر سنگھ اور دوسری طرف شری پربودھ چندر جی وزیر تعلیم اور سردار اجیر سنگھ صاحب وزیر لوکل باڈیز تھے اور ان کے ساتھ ساتھ اور پیچھے پیچھے دیگر معززین جا رہے تھے۔ اس موقعہ پر سورتی صاحب فوٹوگرافر نے بعض تصاویر لیں۔

احمدیہ مہمان خانہ میں فروٹ اور کوکا کولہ کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کی گئی جس کے بعد جملہ مہمان مسجد مبارک میں پہنچ گئے۔ جملہ درویشان پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ جب نچہ تلاوت قرآن کریم کے ساتھ استقبالیہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے کی۔ جس کے بعد مکرم شیخ عبد الحمید صاحب ناظر بیت المال نے آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب مہمان خصوصی کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اسی دوران میں ایڈریس کی سائیکلو سٹائل کاپیاں بھی حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ ایڈریس کا پورا متن اخبار بدر کے اسی پرچہ میں صفحہ ۔۔ پر درج ہے۔ ایڈریس ختم کرنے کے بعد مکرم ناظر صاحب نے میجر جنرل راجندر سنگھ صاحب کی تشریف آوری پر بھی شکریہ ادا کیا۔ ایڈریس کے ختم ہونے کے بعد حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ نے آنریبل جناب وزیر خارجہ صاحب کی خدمت میں انگریزی قرآن مجید اور احمدیہ لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جسے جناب منسٹر صاحب موصوف نے کھڑے ہو کر بڑی عزت و احترام کے ساتھ قبول فرمایا۔ اسی طرح حضرت امیر صاحب نے دوسرے مہمان خصوصی یعنی میجر جنرل راجندر سنگھ صاحب کی خدمت میں بھی انگریزی کا قرآن مجید اور سلسلہ کے لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی کھڑے ہو کر بڑے احترام کے ساتھ اسے قبول فرمایا۔

دیگر منسٹر اور ایم۔ ایل۔ اے صاحبان کو بھی اس موقعہ پر سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا۔ اس کے بعد محترم سردار ستنام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے قادیان نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے فرمایا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے میں ذاتی طور پر اس جماعت کے اصولوں کا شروع ہی سے واقف اور معترف ہوں۔ ضلع سرگودھا میں احمد نگر کی ایک بستی سے صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک چک میں ہماری زمین تھی اور ان احمدیوں کے ساتھ ہمارے گہرے تعلقات تھے۔ پارٹیشن کے ہنگامہ خیز ایام میں جب مذہب کے نام پر انسان حیوان بن گیا تھا اور لوٹ مار اور قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا۔ اس جماعت کے لوگ نہایت پُرامن رہے۔ بلکہ فسادیوں کو روکنے میں اہم پارٹ ادا کیا۔ اور ہماری خاطر اور ہماری حفاظت کرتے ہوئے احمدیوں کے بعض نوجوان قتل بھی ہوئے۔ اور پھر ان لوگوں کی دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ پارٹیشن کے وقت ہم نے ان کے پاس اپنے گھر کا جو قیمتی مال و اسباب رکھوا دیا تھا پارٹیشن کے بعد اسے بڑی ہمدردی اور ایمانداری سے بحفاظت ہمارے پاس یہاں پہنچایا۔

پھر قادیان آکر مجھے حسن اتفاق سے جماعت احمدیہ کے قریب رہ کر ان کے اخلاق کو دیکھنے اور پرکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ لوگ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ اور سب لوگوں کے ساتھ بلا لحاظ مذہب اور فرقہ نیک اخلاقی تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے اصول بہت قابل قدر ہیں۔

میں ایک بار پھر جناب سردار سورن سنگھ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔"

جناب سردار ستنام سنگھ صاحب کی تقریر کے بعد آنریبل سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا۔

ممبران جماعت احمدیہ اور بھائیو!

مجھے آج انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ کافی برسوں کے بعد آج میں جماعت احمدیہ قادیان کے ممبران سے ملاقات کر رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تقسیم ملک کے وقت بہت سی تکلیفیں اور دشواریاں ایسی پیش آگئی تھیں جن کا نہ صرف آپ کو بلکہ پنجاب کے ہر شہری کو سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ اس وقت حالات ہی اسی قسم کے تھے جو کسی کے بس میں نہ تھے۔

مگر اس کے بعد آہستہ آہستہ حالات اعتدال اور معمول پر آگئے اور ہم نے ہندوستان کے اندر یہ کوشش کی کہ ہم ایک ایسا نظام حکومت قائم کریں جس سے ہندوستان کے تمام مذاہب اور فرقوں کے لوگ آپس میں بھائی بھائی بن جائیں اور آئندہ کبھی کوئی جھگڑا اور ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔ چنانچہ ہم نے سیکولرازم سیاست اپنایا۔ جس کے ذریعہ سے ہر مذہب کے لوگوں کو مذہبی آزادی کی گارنٹی مل گئی۔

مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے۔ اور ہمارے ملک کی سیکولر حکومت میں ہر شخص کو یہ آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے اور یہاں کے ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنے مندروں مسجدوں گوردواروں اور گرجوں وغیرہ میں جا کر عبادات بجا لائیں اور پھر بھارت کے شہری ہونے کے اعتبار سے ان سب کے حقوق برابر ہیں۔

پس ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں خواہ کسی مذہب کے لوگوں کو بسنے والے اقلیتیں [illegible] کی آئینی حقوق میں کمی نہیں آسکتی۔ اور میں اس موقعہ پر آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ آپ کے حقوق شہریت بھی بالکل وہی ہیں جو اکثریتی فرقوں کے ہیں۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے سیکولرازم کو اپنایا ہے۔ سیکولرازم کے نشانے پر چلتے ہوئے گو ہمیں بعض سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور بعض اوقات ملک کے بعض حصوں میں فرقہ وارانہ یا زبان وغیرہ کے مسائل پر ناخوشگوار واقعات ہوتے رہتے ہیں اور وقتی جوش و جنون کے تحت میں بعض لوگ وحشیانہ حرکات کر گذرتے ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت فخر کے ساتھ کہہ سکتی ہے کہ اس نے بڑی سختی کے ساتھ سیکولرازم کو قائم رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اور جہاں کہیں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں بلا لحاظ مذہب و فرقہ حکومت نے ظلم و زیادتی کو روکنے کی کوشش کی ہے اور کرتی رہے گی۔

مجھے جماعت احمدیہ کے ایڈریس سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ بطور خاص اس لئے کہ جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ

یہاں کے لوگ مذہب پر قائم رہتے ہوئے بھی اچھے شہری بن سکتے ہیں۔ پھر مجھے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ کے لوگ باوجود اقلیت میں ہونے کے آزادیٔ مذہب سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ان کے دل مطمئن ہیں۔ ایسے نمونوں سے ہمارے بھارت کا نام اونچا اور روشن ہوتا ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ میں جماعت احمدیہ کا مشکور ہوں کہ آج مجھے ترقی کرتے ہوئے بھارت اور اس کے سیکولرازم کی جھلک دیکھنے کا یہاں موقعہ ملا ہے۔ آپ یقین رکھیں کہ آپ کی عزت ملک کی عزت ہے۔ اور ملک کی عزت آپ کی عزت ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔

جناب آنریبل منسٹر صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد حضرت امیر صاحب نے جملہ مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ اور تمام احمدی دوستوں کو یہ تلقین کی کہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد سب کے سب وہ شہیدانِ وطن کی یاد میں ہونے والے جلسہ میں شرکت کے لئے وہاں پہنچ جائیں۔

چونکہ ہماری درخواست پر محترم سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ نے جماعت احمدیہ کے وفد کو علیحدہ ملاقات کا وقت دینا بھی منظور فرمایا تھا اس لئے جلسہ سے فارغ ہونے پر حضرت امیر صاحب کی قیادت میں جماعت احمدیہ کا ایک وفد جس میں مکرم شیخ عبد الحمید صاحب ناظر، مکرم ملک صلاح الدین صاحب اور مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام شامل تھے نے آنریبل وزیر خارجہ صاحب سے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں ملاقات کی۔ کمرہ میں داخل ہوتے وقت اس کمرہ اور اس کے ساتھ ملحقہ بیت الدعا کے کمرہ کی [illegible] آنریبل سردار صاحب کو بتائی گئی۔ وزارت [illegible]

بعض جماعتی معاملات ان کے نوٹس میں لاتے ہوئے ان کی خدمت میں ان معاملات کے متعلق عرضداشت بھی پیش کی گئی۔ جناب وزیر خارجہ صاحب نے جماعتی معاملات اور مشکلات کو بڑے اطمینان اور ہمدردی سے سُنا۔ اور ہمدردانہ توجہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ جس کے لئے ہم ان کے از حد ممنون ہیں۔

قریباً پونے دو بجے ہماری یہ تقریب بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ جس کے بعد جناب سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ اور تمام باہر سے آنے والے معزز مہمان محترم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر وہ دوپہر کے کھانے پر مدعو تھے۔ اس میں جماعت کی طرف سے محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام اور چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر شامل ہوئے۔

شہیدانِ وطن کو شردھانجلی

دوپہر کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد محترم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے مکان کے مغرب کی جانب ایک وسیع میدان میں جلسہ کا انتظام تھا جہاں ایک کھلی اسٹیج اور شامیانے لگائے ہوئے تھے۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے قادیان اور اس کے نواحی علاقوں سے کئی ہزار کی تعداد میں لوگ آئے ہوئے تھے۔ سری ہرگوبندپور۔ کاہنووان اور بٹالہ کے بلاکوں کے سرپنچ اور چیئرمین بلاک سمتیاں جلسہ میں شریک تھے۔

اس جلسہ میں سردار اجیر سنگھ صاحب منسٹر لوکل باڈیز اور شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب نے مرکزی وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ صاحب اور میجر جنرل راجندر سنگھ سپیرو کا سواگت کرتے ہوئے شہیدانِ وطن کو شردھانجلی پیش کی۔

نیز سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے بھی اس تقریب کو کامیاب بنانے پر جملہ مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ بالخصوص جناب وزیر خارجہ صاحب اور جنرل راجندر سنگھ صاحب کا اور اس موقعہ پر اپنی طرف سے جنرل صاحب موصوف کی خدمت میں ایک تلوار بھینٹ کی۔ جس پر جنرل صاحب موصوف نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ میں اور میرا خاندان اس قیمتی تحفہ کو بطور یادگار محفوظ رکھیں گے۔ نیز انہوں نے تمام سول افسران اور پبلک کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ بتایا کہ لڑائی کے میدان میں ہمیں اُن کی طرف سے پورا پورا تعاون اور حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔

آخر میں آنریبل وزیر خارجہ نے ایک مبسوط تقریر کی۔ جس میں لڑائی میں کام آنے والے شہیدان کو شردھانجلی پیش کرنے کے علاوہ گذشتہ لڑائی کی وجوہات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہم نے ایک صحیح مقصد کے لئے لڑائی لڑی۔ اور جب صلح کا موقعہ آیا تو ہمارے وزیر اعظم نے اُس کے لئے بھی تاشقند معاہدہ پر اتفاق کیا۔

اس موقعہ پر آپ نے پنجاب کے موجودہ سیاسی حالات کے متعلق بھی وضاحت فرماتے ہوئے بتایا کہ لمبے غور کے بعد زبان کے آدھار پر جس طرح دیگر صوبہ جات کی تشکیل عمل میں آئی۔ اسی طرح پنجاب کو بھی زبان کی بنا پر تقسیم کرنے کا فیصلہ مرکز کی طرف سے کیا گیا۔ اس کو کسی قسم کا فرقہ دارانہ یا مذہبی رنگ دینا مناسب نہیں۔

احمدیہ محلہ میں استقبالیہ تقریب اور شہیدی جلسہ میں جن وزراء صاحبان کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس کے علاوہ شامل ہونے والے خاص خاص معززین کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ پرنسپل رلیا رام صاحب ایم۔ ایل۔ اے چیئرمین پنجابی رکھن چنڈی گڑھ
۲۔ شری ہرچند سنگھ ڈپٹی منسٹر پٹیالہ
۳۔ شری گورمیل سنگھ ایم۔ ایل۔ اے ہوشیار پور
۴۔ شری بھگت گوراندا س ہنس ایم۔ ایل۔ اے ہوشیارپور
۵۔ سردار موہن سنگھ جتھیدار سلطان ایم۔ ایل۔ اے امرتسر
۶۔ سردار کرم سنگھ کرتی ایم۔ ایل۔ اے جالندھر
۷۔ سردار ... سنگھ ایم۔ ایل۔ اے نکودر
۸۔ سردار صورت سنگھ چیئرمین ضلع پریشد گورداسپور
۹۔ بریگیڈیر سردار گورنجن سنگھ صاحب بھاگووالیا
۱۰۔ سردار جوگندر سنگھ صاحب ڈی سی گورداسپور
۱۱۔ شری ونجی کالیہ صاحب ایس۔ پی گورداسپور
۱۲۔ شری وشوامتر سیکرٹری پریذیڈنٹ انڈسٹری بٹالہ
۱۳۔ سردار وریام سنگھ صاحب بھاگووالیہ ہوم ایم۔ ایل۔ اے بٹالہ
۱۴۔ شری ایچ ڈی بنسل ایس۔ ڈی۔ ایم بٹالہ
۱۵۔ سردار ہربھجن سنگھ صاحب ڈی ایس۔ پی بٹالہ
۱۶۔ شری سریندر کمار گرگ ایس۔ ڈی او محکمہ بجلی قادیان۔

شکریہ آخر پر ہم اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان کی چھوٹی سی بستی میں آنریبل جناب وزیر خارجہ حکومتِ مرکزیہ اور میجر جنرل راجندر سنگھ صاحب سپیرو جیسی اہم شخصیتوں کو شہیدان کے اکھنڈ پاٹھ میں شرکت کے لئے بُلانے کا سہرا جناب سردار ستنام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے اور شری پربودھ چندر جی وزیر تعلیم کے سر ہے۔ اسی طرح وقت کی تنگی کے باوجود مکرم باجوہ صاحب اپنے پروگرام سے قبل ہماری تقریب کے لئے وقت نکالنا اُن کے عملی تعاون کا ثبوت ہے جس پر ہم اُن کے تہ دل سے ممنون ہیں۔

اسی طرح ہم اپنے جملہ مقامی منتظمین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے کم از کم وقت میں ایسی تقریب کو جماعت کے شایانِ شان کامیاب بنانے میں خلوص اور محبت کا ثبوت دیا۔ بالخصوص مولوی برکت علی صاحب انعام چوہدری عبدالقدیر صاحب۔ چوہدری فیض احمد صاحب۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

(وقائع نگار خصوصی)

سونگھڑہ (اڑیسہ) میں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۵ و ۶ مئی ۱۹۶۶ء

جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ) کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۵ و ۶ مئی بروز جمعرات و جمعہ بمقام سونگھڑہ براستہ صالح پور ضلع کٹک منعقد ہوگا۔

اس جلسہ میں شرکت کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان، محترم الحاج مولانا چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان، محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج مبلغ صوبہ بنگال و اڑیسہ و دیگر علماء کرام تشریف لارہے ہیں۔ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لانے والے احباب کے خورد و نوش اور رہائش کا انتظام جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے ذمہ ہوگا۔ دوستوں سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لاکر شریک جلسہ ہوں اور روحانی فیض حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو اسلام و احمدیت کیلئے بابرکت کرے۔ آمین۔ الداعی خاکسار سید حسام الدین احمد امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک اڑیسہ